قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :"البرکۃ مع أکابرکم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دفاعِ اسلاف

ہند

اشاعت نمبر ۷

سلسلۃ دفاع فضائل اعمال ۷

کیا فضائل اعمال میں فیملی پلاننگ کی اجازت دی گئی ؟

(اہل حدیث مبلغین صحیح حدیثوں کا انکار کرتے ہیں)

کیا حدیث

''إِنَّمَا جَمِيعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ''

موضوع ہے ؟؟؟

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت

حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب

دامت برکاتہم

سلسلۃ دفاع فضائل اعمال ۷

کیا فضائل اعمال میں فیملی پلاننگ کی اجازت دی گئی ؟

(اہل حدیث مبلغین صحیح حدیثوں کا انکار کرتے ہیں)

-مفتی ابو احمد ابن اسماعیل المدنی

-مولانا عبدالرحیم قاسمی

- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب فضائل اعمال میںؒ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

”بڑا قابلِ رَشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا پھُلکا ہو (یعنی اہل وعَیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو)، نماز سے وافر حصہ اُسے ملا ہو، روزی صرف گزارے کے قابل ہو جس پر صبر کر کے عمر گزار دے،

اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو، گُمنامی میں پڑا ہو، جلدی سے مر جاوے، نہ میراث زیادہ ہو، نہ رونے والے زیادہ ہوں“۔[جامع الصغیر]

(فضائل اعمال: ج ۱: فضائل نماز: ص ۲۱۱، طبع دینیات، طبع یاسین)

اسکین: طبع دینیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل اعمال

جلد اول

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن

ماہ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۲ء

Compiler	مرتب
AHEM Charitable Trust	اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara-e-**DEENIYAT**, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 4000 08
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

راستہ میں ایک دوراہہ ملا، سوار نے پوچھا: کدھر کو چلنا چاہیے؟ قلی نے شارعِ عام کا راستہ بتایا، سوار نے کہا: یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لیے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر خوب ہے۔ قلی نے کہا: میں نے یہ راستہ دیکھا نہیں۔ سوار نے کہا کہ میں بارہا اس راستہ پر چلا ہوں۔ قلی نے کہا: اچھی بات ہے اسی راستہ کو چلیں۔ تھوڑی دور چل کر وہ راستہ ایک وحشت ناک جنگل پر ختم ہوگیا، جہاں بہت سے مُردے پڑے تھے، وہ شخص سواری سے اُترا اور کمر سے خنجر نکال کر قلی کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ قلی نے کہا کہ ایسا نہ کر، یہ خچر اور سامان سب کچھ لے لے، یہی تیرا مقصود ہے مجھے قتل نہ کر۔ اس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا، پھر یہ سب کچھ لوں گا۔ اس نے بہت عاجزی کی، مگر اس ظالم نے ایک بھی نہ مانی۔ قلی نے کہا: اچھا مجھے دو رکعت آخری نماز پڑھنے دے، اس نے قبول کیا اور ہنس کر کہا: جلدی سے پڑھ لے، ان مُردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی، مگران کی نماز نے کچھ بھی کام نہ دیا۔ اس قلی نے نماز شروع کی، اَلْحَمْد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی، اُدھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ جلدی ختم کر، بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾ الآية [سورۂ نمل: ۶۲] یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا، جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا، اس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا، جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا، آگ کے شعلے اس جگہ سے اُٹھنے لگے۔ یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا، اللہ کا شکر ادا کیا، نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا، اس سے پوچھا کہ خُدا کے واسطے اتنا بتا دو کہ تم کون ہو؟ کیسے آئے؟ اس نے کہا کہ میں ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ﴾ کا غلام ہوں، اب تم مامون ہو جہاں چاہے جاؤ، یہ کہہ کر چلا گیا۔ [نزہۃ المجالس]

درحقیقت نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے کہ اللہ کی رضا کے علاوہ دنیا کے مصائب سے بھی اکثر نجات کا سبب ہوتی ہے اور سکونِ قلب تو حاصل ہوتا ہی ہے۔ ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ اگر مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دے دیا جائے، تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کروں گا، اس لیے کہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز میں میرے مالک کی رضا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: بڑا قابلِ رشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو (یعنی اہل وعیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو) نماز سے وافر حصہ اس کو ملا ہو، روزی صرف گذارے کے قابل ہو جس پر صبر کر کے عمر گذار دے، اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو، گمنامی میں پڑا ہو، جلدی سے مر جاوے، نہ میراث زیادہ ہو، نہ رونے والے زیادہ ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے گھر میں نماز کثرت سے پڑھا کرو؛ گھر کی خیر میں اضافہ ہوگا۔ [جامع صغیر]

حل لغات: (۱) وہ جگہ جہاں سے دو راستے ملیں یا نکلیں۔ (۲) عام راستہ۔ (۳) کئی بار۔ (۴) بھیانک۔ (۵) ظاہر۔ (۶) برچھی، بھالا۔ (۷) محفوظ۔ (۸) تکلیفیں۔ (۹) دلی سکون۔ (۱۰) بہت زیادہ۔ (۱۱) میت کی چھوڑی ہوئی چیزیں۔

لیکن اہلحدیث مولوی معراج ربانی اس حدیث کو موضوع قرار دیتے ہوئے حضرت **شیخ** علیہ الرحمۃ پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"میں اور آپ ہر مسلمان اس کا عقیدہ رکھتا ہے کہ، معاشرتی مسئلہ، حضرتِ زکریا نے فیملی پلاننگ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، اشاروں اشاروں میں بہت ساری بات کہہ گئے ہیں، **۱۹۷۷ء** میں اندرا گاندھی اسی وجہ سے سیٹ سے اتاری گئی تھی، خو مخواہ بیچاری کچے مولویوں سے فتوے لے رہی تھی، ارے امیر جماعتِ تبلیغ سے فتویٰ لے لیتیں بات ہی ختم ہو جاتی، اس وقت گیا تھا ٹولہ لیکن اس وقت کھل کر نہیں کہا گیا، کہا گیا ہم سیاسی چکروں میں نہیں پڑتے ہیں، کتاب میں تو پہلے سے لکھا ہے، دیکھ لو نکال لو خلاص۔

اب سارے تبلیغ والوں کو نس بندی کی چوکھٹ پر ذبح کر دیں گے۔

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ نس بندی کرانا، فیملی پلاننگ کرانا، یہ اسلام کے خلاف امر ہے، شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی ہے، مگر ذرا تبلیغی جماعت کے شہسوار شیخ الحدیث صاحب کو دیکھئے کہ کس طرح فیملی پلاننگ کی اجازت دے رہے ہیں۔

فضائل نماز، صفحہ نمبر ۱۲، فرماتے ہیں کہ:

حضور کا ارشاد ہے: **(ابھی میں بتاؤں گا کہ کہاں کہاں سے لاتے ہیں یہ بیچارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد، ادھر ادھر کی باتوں کو نقل کر کے حضور کی طرف منسوب کر دیا)**

کہتے ہیں حضور کا ارشاد ہے کہ بڑا قابلِ رشک ہے، وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو، بریکٹ میں شیخ الحدیث اپنی سمجھ دانی، حدیث دانی، مجھے یاد آتی ہے سید واہیات کی وہ بات کہ اگر حدیث سمجھنا ہو تو علماء دیوبند کے مدرسوں میں جاکر حدیث سمجھو، وہاں تم کو حدیث سمجھ آئے گی،

تو جب میں پڑھتا ہوں ایسی کتابوں کو، تو مجھے حیرت ہوتی ہے، اللہ بچائے ایسی حدیث دانی سے، بریکٹ میں حضرت زکریا صاحب لکھتے ہیں، یعنی اہل وعیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو، نماز سے وافر حصہ اس کو ملا ہو، روزی صرف گزارے کے قابل ہو، اس پر صبر کرکے زندگی گزار دے، اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو، گمنامی میں پڑا ہو، جلدی سے مر جائے، اس جملہ پر ابھی میں بتاؤں گا ذرا توجہ رکھئے گا، نہ میراث زیادہ ہو، نہ رونے والے زیادہ ہوں۔

میں نے سوچا اللہ اکبر، اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں، ابو داؤد کے حوالہ سے، باب التزویج فی الاِبکار کے حوالہ سے میں بتاؤں، ایک نوجوان آیا اور کہا اے اللہ کے رسول، فلاں عورت ہے، بڑی حسین اور خوبصورت ہے، میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں، صرف ایک عیب ہے، وہ یہ ہے کہ اس کو بچے نہیں ہوتے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اس سے شادی نہ کرو، پھر آیا پھر پوچھا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مت شادی کرو، تیسری مرتبہ میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بندے ایسی عورت سے شادی کرو، جو زیادہ سے زیادہ پیار دینے والی ہو اور زیادہ سے زیادہ بچہ پیدا کرنے والی ہو، اس لئے کہ میں قیامت کے دن، امت کی زیادتی پر تمام امت کے اوپر فخر کروں گا، کہ پاک پروردگار یہ میری امت ہے۔

میں حیرت میں پڑ گیا کہ یہ حدیث ابو داؤد کی اور صحیح حدیث ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس کے خلاف زکریا صاحب کہہ رہے ہیں زیادہ رونے پیٹنے والے نہ ہوں، ہلکا پھلکا یعنی اہل وعیال کم ہوں،

بال بچے کم ہوں ، نبی تو فرمائیں ، اور اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں میں ٹکراؤ، کوئی بد دماغ یہ کہہ سکتا ہے ، کہ جناب عالی وہ بھی تو حدیث ذکر کر رہے ہیں، تو ایک بات بتاؤں، یہ حدیث کی انہوں نے کوئی سند نہیں ذکر فرمائی ہے،

یہ حدیث کہاں ہے، **زکریا صاحب کے اپنے دماغ کی اپج ہے، یا ضعیف و موضوع روایت ہے، کہاں ہے یہ حدیث؟** اور میں نے، میں بتاؤں، زکریا صاحب کیا بتائیں گے، ہم جیسے ادنٰی طالبِ علم جو حدیث کے ہیں،

جو ہم ہر حدیث کی تحقیق کرتے ہیں، ہم نے اس حدیث کو ڈھونڈھا، ہم نے سوچا دیکھیں، ذرا تحقیق کر لوں، لکھنے والے نے ہو سکتا ہے، الزام لگا یا زکریا صاحب کے اوپر کہ یہ حدیث نہیں ہے، لیکن میں نے ڈھونڈھا تو مجھے **یہ حدیث ان کتابوں میں ملی جس کے بارے میں محدثین کہتے ہیں کہ وہ ضعیف اور موضوع روایتوں سے بھری پڑی ہیں،**

یہ ضعیف اور موضوع روایتیں ہیں، صحیح روایتوں کو چھوڑ کر زکریا صاحب ضعیف اور موضوع روایتیں بیان کر رہے ہیں، ہلکے پھلکے اہل و عیال کم ہوں،

اب اس سے کیا بتانا چاہتے ہیں، یہی بتانا چاہتے ہیں نا کہ زیادہ بچے ہونا عیب ہے، خوش بختی کی نشانی نہیں ہے، اللہ کے محبوب وہ بندے نہیں ہوتے جن کے بچے زیادہ ہوتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کے بھائیو! بند کر دو، زکریا صاحب کی اس تعلیم کے اوپر جا کر گورنمنٹ سے جا کر کہہ دو فیملی پلاننگ کرنے آئے ہیں، کروڑوں کی تعداد میں لاکھوں کی تعداد میں دعویٰ کر دو گورنمنٹ تو خوش ہو

جائے گی، اور اچھاہے تعداد بھی کم رہے گی، اور اگر کبھی حادثے وغیرہ ہوگئے، اللہ نہ کرے ادھر ادھر کم ہوگئے تو سمجھو آبادی ہی کم رہے گی، ہم لوگوں کی ہندوستان پاکستان کی۔

اور گورنمٹ کو توان باتوں کو ان کتابوں سے نکال نکال کر تبلیغی جماعت والوں کو ترغیب دینی چاہئے کہ چلونس بندی کراؤ، چلونس بندی کراؤ، کیوں کہ قابل رشک ہے وہ مسلمان جو فیملی پلاننگ کرالے، نعوذ باللہ ہلکاپھکاہو۔

میرے بھائی! میرے عزیز! یہ تعلیم ہے۔

اور آگے روایت میں ہے، جلدی سے مر جائے، نہ میراث زیادہ ہو، نہ رونے والے زیادہ ہوں، شیخ زکریا صاحب کے اس لفظ مر جانے کے پر، جو استعمال انہوں نے کیا ہے، میں سمجھ رہاہوں کہ شاید شیخ صاحب یہ کہناچاہ رہے ہیں کہ فطری موت جلدی نہ آئے اور حساب وکتاب میں آسانی پیدا ہو۔

موت آناالگ اور مر جاناالگ ہے، موت آنااللہ کی طرف سے ہوتاہے، اور مر جانا، سمندر میں ناک بند کر کے بیٹھ جاؤ، چھت کے اوپر سے کود کر کے مر جاؤ، تو گویامر جانا، توزکریاصاحب کہہ رہے ہیں کہ اے تبلیغی جماعت کے لوگو! جلدی سے مر جاؤیعنی اگر فطری موت نہ آئے تو خودکشی کرلو، مر جانایہی ہوتاہے، یعنی خود موت کا اہتمام کرلے۔

لیکن یادرکھو کہ اگر زکریاصاحب کے فارمولہ پر عمل کروگے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی فطری موت نہ مرے اور خودکشی کر کے مرے تو جن طریقوں سے وہ مرا ہے، وہ ہمیشہ ہمیش اسی طرح کا عذاب اسے جہنم میں دیا جائے گا۔

اس لئے ہم ادنیٰ سے طالب علموں سے مشورہ لے لیا کرو، ہر بات میں ہم تمہاری رہنمائی کرتے ہیں، لیکن اس طرح کی باتوں پر عمل نہیں کرنا کہ چاقو مار لو وغیرہ"۔

الجواب:

مولانا زکریا صاحبؒ نے فضائل اعمال میں ایک حدیث نقل کی ہے، اس پر معراج ربانی نے کئی جاہلانہ اعتراضات کئے ہیں، ویسے ہی اعتراضات جو منکرین حدیث کے ہوتے ہیں۔ مثلاً :

- یہ حدیث حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے اپنے دماغ کی اپج ہے، کہاں سے نقل کی ہے ؟؟؟
- یہ حدیث ضعیف و موضوع ہے۔
- یہ حدیث ان کتابوں میں ملی جس کے بارے میں محدثین کہتے ہیں کہ وہ ضعیف اور موضوع روایتوں سے بھری پڑی ہیں۔
- مولانا زکریا صاحب اس حدیث سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نس بندی کرنا چاہیے۔
- مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خودکشی کرنا چاہیے۔

خلاصہ معراج ربانی صاحب کو جو جو اعتراضات بھی شیطان کی طرف سے القاء ہوئے، وہ وہ اعتراضات موصوف نے مولانا زکریا صاحب اور فضائل اعمال پر کر دیئے، چاہے اس کی وجہ سے حدیث شریف پر اور سلف پر اعتراض ہوتا ہو۔

ان اعتراضات کے ترتیب وار جوابات ملاحظہ فرمائیے:

یہ حدیث حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے دماغ کی اپج ہے یا کہیں سے نقل کی ہے؟؟؟

الجواب:

حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد "**جامع صغیر**" کا حوالہ دیا اور فضائل اعمال: ج۱ کی ابتداء میں "**جامع صغیر**" کا تعارف موجود ہے کہ یہ کتاب امام ابو بکر السیوطیؒ(**م ۹۱۱ھ**) کی تصنیف ہے۔ دیکھئے (**فضائل اعمال:ج۱:ص۸**)

اب اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ **حوالہ ذکر کرنے کے بعد بھی معراج ربانی نے یہ کیوں کہا کہ:**

"**کہاں ہے یہ حدیث؟**"

خیر، امام ابو بکر سیوطیؒ(**م ۹۱۱ھ**) "جامع الصغیر" میں کہتے ہیں:

أغبط الناس عندي مؤمن خفيف الحاذ ذو حظ من صلاة وكان رزقه كفافا فصبر عليه حتى يلقى الله وأحسن عبادة ربه وكان غامضا في الناس عجلت منيته وقل تراثه وقلت بواكيه۔ (حم ت ك هب) عن أبي أمامة رضى الله عنه۔

(جامع الاحادیث للسیوطی مع الجامع الصغیر وزیادته :ج۲:ص۵، طبع دار الفکر)

معلوم ہوا کہ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل، سنن ترمذی، المستدرک للحاکم، شعب الایمان للبیہقی میں موجود ہے۔

اور اس حدیث کی ۳،۳ سندیں موجود ہیں۔

جامع الأحاديث

الجامع الصغير وزوائده
والجامع الكبير

للحافظ جلال الدين عبد الرحمن السيوطي
المتوفى سنة ٩١١هـ

قسم الأقوال

جمع وترتيب
عباس أحمد صقر   أحمد عبد الجواد

إشراف
مكتب البحوث والدراسات في دار الفكر

الجزء الثاني

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

الْهَمْـزَةُ مَـعَ الْغَيْـنِ

مِـنَ الْجَامِـعِ الصَّغِيـرِ وَزَوَائِـدِهِ

٣٤٣٨ ـ قالَ النَّبِيُّ ﷺ : « أَغْبَطُ النَّاسِ عِنْدِي مُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنْ صَلاَةٍ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافاً فَصَبَرَ عَلَيْهِ حَتَّى يَلْقَىٰ اللَّهَ ، وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ ، وَكَانَ غَامِضاً فِي النَّاسِ ، عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ وَقَلَّ تُرَاثُهُ وَقَلَّتْ بَوَاكِيهِ » (حم ت ك هب) عن أبي أُمَامَةَ رضيَ اللَّهُ عنهُ .

٣٤٣٩ ـ قالَ النَّبِيُّ ﷺ : « أَغِبُّوا فِي الْعِيَادَةِ وَأَرْبِعُوا » (ع) عن جابر رضيَ اللَّهُ عنهُ .

٣٤٤٠ ـ قالَ النَّبِيُّ ﷺ : « اغْتَسِلُوا مِنَ الْبَحْرِ وَتَوَضَّؤُوا بِهِ فَإِنَّهُ الطَّهُورُ مَاؤُهُ ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ » (تخ ك هق) في المعرفة عن أبي هُرَيْرَةَ رضيَ اللَّهُ عنهُ (ز) .

٣٤٤١ ـ قالَ النَّبِيُّ ﷺ : « اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَهُ كَفَّارَةُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ » (طب) عن أبي أُمَامَةَ رضيَ اللَّهُ عنهُ .

٣٤٤٢ ـ قالَ النَّبِيُّ ﷺ : « اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُؤُوسَكُمْ وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا

٣٤٤٢ ـ مسند الإمام أحمد بن حنبل ٩/٢٣٨٣ .

پہلی سند:

- امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) کہتے ہیں:

حدثنا سويد بن نصر قال: أخبرنا عبد الله بن المبارك، عن يحيى بن أيوب، عن عبيد الله بن زحر، عن علي بن زيد، عن القاسم أبي عبد الرحمن، عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «إن أغبط أوليائي عندي لمؤمن خفيف الحاذ ذو حظ من الصلاة، أحسن عبادة ربه وأطاعه في السر، وكان غامضا في الناس لا يشار إليه بالأصابع، وكان رزقه كفافا فصبر على ذلك، ثم نقر بإصبعيه فقال: عجلت منيته قلت بواكيه قل تراثه۔ (سنن ترمذی : حدیث نمبر ۲۳۴۷)

اس روایت کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ علی بن یزید بن أبی ھلال الألھانیؒ **(م ۱۱۸ھ)** ضعیف ہیں، مگر متروک نہیں ہے۔ **(تقریب: رقم ۴۸۱۷)**،

ذہبیؒ **(م ۷۴۸ھ)** فرماتے ہیں: **ضعفه جماعة ولم يترك**: ایک جماعت نے ان کی تضعیف کی ہے، مگر وہ متروک نہیں ہیں۔ **(الکاشف: رقم ۳۹۸۳)**

نوٹ:

مسند احمد اور مستدرک کی روایت میں بھی علی بن یزیدؒ موجود ہیں۔ **(مسند : ج۳٦: ص ۴۹۸)** **(المستدرک للحاکم: ج۴: ص ۱۳۷)**

دوسری سند:

امام ابو سعید احمد ابن الاعرابیؒ **(م ۳۴۰ھ)** فرماتے ہیں:

حدثنا هلال بن العلاء قال: حدثنا أبي قال: حدثنا هلال بن عمر قال: حدثنا أبي عمر بن هلال، عن أبي غالب، عن أبي أمامة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:

«أغبط الناس عندي مؤمن خفيف الحاذ، ذو حظ من صلاة، وكان رزقه كفافا، وصبر عليه حتى يلقى الله، وأحسن عبادة ربه، وكان غامضا في الناس، عجلت منيته، وقل تراثه، وقلت بواكيه۔(الزہد وصفة الزاهدين: ص٦٠)

سند کے روایوں کا تعارف درج ذیل ہے :

(۱) امام ابو سعید احمد ابن الاعرابیؒ (م ۳۴۰ھ) ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔(**الثقات للقاسم: ج ۲: ص۱٦**)

(۲) ھلال بن العلاء، ابو عمر الرقیؒ (م ۲۸۰ھ) سنن نسائی کے راوی اور صدوق ہیں۔(**تقریب: ۷۳۴٦**)

(۳) ان کے والد العلاء بن ھلال بن عمر، ابو محمد الرقیؒ (م ۲۱۵ھ) میں کمزوری ہے۔(**تقریب: 5259**)

(۴) ان کے والد ھلال بن عمر بن ھلال کے بارے میں ابو حاتمؒ نے کہا کہ: وہ ضعیف الحدیث ہیں، لیکن امام ابو احمد ابن عدیؒ کے نزدیک وہ ثقہ یا صدوق ہیں۔(**التکمیل لابن کثیر: ج ۲: ص۲۹**) (**الکامل لابن عدی: ج ٦: ص ۳۸٦، ج ۱: ص ۷۹**)

(۵) عمر بن ھلال الباھلیؒ بھی صدوق ہیں، امام ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ)، اور امام قاسم بن قطلوبغاؒ نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔(**الثقات لابن حبان: ج ۷: ص ۱۸۵**)(**الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۳۲۳**) امام ابن عدیؒ کے نزدیک بھی یہ راوی ثقہ یا صدوق ہیں۔(**الکامل: ج ٦: ص ۳۸٦، ج ۱: ص ۷۹**)

(٦) ابو غالب بصریؒ بھی صدوق اور حسن الحدیث ہیں۔(**تقریب: رقم ۸۲۹۸، الکاشف: رقم ٦۷۷٦**)

(۷) ابو امامہ باھلیؓ (م ۸٦ھ) مشہور صحابی رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں۔

معلوم ہوا اس سند کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں البتہ علاء بن ھلال بن عمر بن ھلال ابو محمد الرقیؒ (م ۲۱۵ھ) میں کمزوری ہے۔

نوٹ:

شعب الایمان میں امام بیہقیؒ (م۴۵۸ھ) نے بھی ابو سعید ابن الاعرابیؒ کی اسی سند سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔(**شعب الایمان: ج۱۲: ص۵۵۱**)

تیسری سند:

امام ابن ماجہؒ (م۲۷۳ھ) کہتے ہیں:

حدثنا محمد بن يحيى قال: حدثنا عمرو بن أبي سلمة، عن صدقة بن عبد الله، عن إبراهيم بن مرة، عن أيوب بن سليمان، عن أبي أمامة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: إن أغبط الناس عندي مؤمن خفيف الحاذ، ذو حظ من صلاة، غامض في الناس، لا يؤبه له، كان رزقه كفافا، وصبر عليه، عجلت منيته، وقل تراثه، وقلت بواكيه۔

اس کے رواۃ تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں مگر شامی راوی **صدقة بن عبد الله السمين**ؒ (م۱۶۶ھ) پر کلام ہے، البتہ ائمہ شام ان کی توثیق کرتے ہیں۔(**تاریخ دمشق للامام ابن عساکر: جلد۲۴: صفحہ ۲۱**) (**معرفۃ التاریخ للفسوی: ج۲: ص۴۳۸**)(**الجرح والتعدیل: ج۴: ص۴۲۹**)

اور محدثین کرام کے نزدیک رواۃ کے بارے میں ان کے علاقہ کے ائمہ کا زیادہ اعتبار کیا جاتا ہے، جیسا کہ اہل حدیثوں کا بھی اصول ہے۔(**مقالات اثریہ: ص۶۴۵، التنكيل للمعلمی**)

لہذا یہ راوی خود غیر مقلدین کے اصول سے بھی ثقہ ہے۔

اسی طرح ایوب بن سلیمانؒ کے بارے میں ائمہ نے کہا کہ وہ مجہول ہیں، لیکن حافظ ابن حجرؒ (م۸۵۲ھ) کہتے ہیں: ”**قال أبو حاتم: مجهول، وذكره ابن حبان في الثقات أيوب بن سليمان روى عن أنس وعنه محمد بن حمير فعندي أنه هذا**“ امام ابو حاتمؒ نے کہا کہ مجہول ہیں، اور ان کا ذکر ابن حبانؒ نے ثقات میں یوں

کیا ہے "**أيوب بن سليمان روى عن أنس وعنه محمد بن حمير**" (ایوب بن سلیمانؒ، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے محمد بن حمیر روایت کرتے ہیں) تو میرے (یعنی ابن حجرؒ کے) نزدیک ابو امامہؓ سے روایت کرنے والے ایوب بن سلیمان سے مراد یہی راوی ہیں۔ (**تہذیب التہذیب: ج۱: ص۴۰۴**)

امام ابن قطلوبغاؒ (**م ۸۷۹ھ**) نے بھی ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ (**الثقات للقاسم: ج۲: ص۴۷۹**)

لہذا وہ بھی صدوق ہیں اور پھر اس سند کے دو شواہد بھی موجود ہیں۔

خلاصہ یہ کہ سنن ابن ماجہ کی یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

کیا یہ حدیث ضعیف و موضوع ہے؟؟؟

اس حدیث کی درج ذیل ائمہ و علماء نے تصحیح و تحسین فرمائی ہے:

(۱) امام ابو عیسی الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ **(سنن ترمذی: حدیث نمبر ۲۳۴۷)**

الجامع الصحیح

وهو

سنن الترمذی

لأبی عیسی محمد بن عیسی بن سورة

۲۰۹ - ۲۹۷ ھ

من کان فی بیته
هذا الکتاب فکأنما
فی بیته نبی یتکلم

تحقيق وتعليق

ابراهيم عطوة عوض

المدرس فی الأزهر الشريف

الجزء الرابع

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر
محمود نصار الحلبي وشركاه - خلفاء

٣٥
باب
مَا جَاءَ فِي الْكَفَافِ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ

٢٣٤٧ – أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ. أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضاً فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ ، وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافاً فَصَبَرَ عَلَى ذٰلِكَ ، ثُمَّ نَفَضَ بِيَدِهِ فَقَالَ : عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ قَلَّ تُرَاثُهُ ، وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَباً ، قُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْماً وَأَجُوعُ يَوْماً وَقَالَ ثَلَاثاً أَوْ نَحْوَ هٰذَا، فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ ، وَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ ، قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .

وَفِي الْبَابِ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْقَاسِمِ ، هٰذَا هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، وَيُقَالُ أَيْضاً يُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ شَامِيٌّ ثِقَةٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ وَيُكْنَى أَبَا عَبْدِ الْمَلِكِ .

٢٣٤٨ – حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الدُّورِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ . حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ شَرِيكٍ عَنْ

(۲) امام ابو عبد اللہ حاکمؒ (م۴۰۵ھ) نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔(المستدرک: ج۴: ص۱۳۷)



للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق

مصطفى عبد القادر عطا

تتمة كتاب معرفة الصحابة، كتاب الأحكام، كتاب الأطعمة، كتاب الأشربة، كتاب البر والصلة، كتاب اللباس، كتاب الطب، كتاب الأضاحي، كتاب الذبائح، كتاب التوبة والإنابة، كتاب الأدب، كتاب الأيمان والنذور، كتاب النذور، كتاب الرقاق، كتاب الفرائض، كتاب الحدود، كتاب تعبير الرؤيا، كتاب الطب، كتاب الرقى والتمائم، كتاب الفتن والملاحم، كتاب الأهوال.

الجزء الرابع

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الدوري، ثنا الحسين بن محمد المروزي، ثنا سليمان بن قرم، عن الأعمش، عن شقيق قال: دخلت أنا وصاحب لي على سلمان رضي الله عنه فقرب إلينا خبزاً وملحاً فقال: لولا أن رسول الله ﷺ نهانا عن التكلف لتكلفت لكم فقال صاحبي: لو كان في ملحنا سعتر فبعث بمطهرته إلى البقال فرهنها فجاء بسعتر فألقاه فيه فلما أكلنا قال صاحبي: الحمد لله الذي قنعنا بما رزقنا، فقال سلمان: لو قنعت بما رزقت لم تكن مطهرتي مرهونة عند البقال.

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وله شاهد بمثل هذا الإسناد.

٧٦/٧١٤٧ ـ أخبرنا علي بن عبد الله، ثنا العباس بن محمد، ثنا الحسين بن محمد، ثنا الحسن بن الرماس، ثنا عبد الرحمن بن مسعود العبدي قال: سمعت سلمان الفارسي رضي الله عنه يقول: نهانا رسول الله ﷺ أن نتكلف للضيف.

٧٧/٧١٤٨ ـ حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، أنبأ الربيع بن سليمان، ثنا عبد الله بن وهب، أخبرني يحيى بن أيوب، عن عبيد الله بن زحر، عن علي بن يزيد عن القاسم، عن أبي أمامة رضي الله عنه: أن النبي ﷺ قال: «إن أغبط الناس عندي لمؤمن خفيف الحاذ ذو حظ من الصلاة أحسن عبادة الله وأطاعه في السر غامضاً في الناس لا يشار إليه بالأصابع وكان رزقه كفافاً فصبر على ذلك» ثم نفض رسول الله ﷺ بإصبعه وقال: «عجلت منيته وقلّت بواكيه وقلّ تراثه».

هذا إسناد للشاميين صحيح عندهم ولم يخرجاه.

٧٨/٧١٤٩ ـ أخبرنا الحسين بن الحسن بن أيوب، ثنا عبد الله بن أحمد بن أبي ميسرة، ثنا عبد الله بن يزيد المقري، ثنا سعيد بن أبي أيوب، ثنا شرحبيل بن شريك، عن أبي عبد الرحمن، عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما: أن رسول الله ﷺ قال: «قد أفلح من أسلم ورزق كفافاً وقنعه الله بما آتاه».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

٧٩/٧١٥٠ ـ أخبرنا أبو جعفر محمد بن محمد البغدادي، ثنا إسماعيل بن

٧١٤٧ ـ قال في التلخيص: سنده ليِّن.

٧١٤٨ ـ قال في التلخيص: لا، بل إلى الضعف هو.

٧١٤٩ ـ قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

٧١٥٠ ـ قال في التلخيص: صحيح.

قلت: ولا تشد يدك به. قال: وقيل عن عطاء عن أبي سعيد. رواه سلمان بن بلال وغيره عن زيد بن =

(۳) امام ابو محمد بغویؒ (م ۵۱۶ھ) کے نزدیک بھی یہ روایت صحیح یا حسن ہے۔

(مصابیح السنة: ج۳: ص۴۲۵، ج۱: ص۱۱۰، دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت)

اسکین: مصابیح السنة: ج۱: ص۱۱۰:

مصابيح السنة

للإمام محيي السنة، ركن الدين، أبي محمد الحسين بن مسعود
ابن محمد الفراء البغوي

٤٣٣-٥١٦هـ

ويليه فهارس عامة

تحقيق

الدكتور يوسف عبد الرحمن المرعشلي
محمد سليم إبراهيم سمارة و جمال حمدي الذهبي

المجلد الأول

دار المعرفة
بيروت. لبنان

الله عليه وسلم لمعنى دعا إليه، وتجد أحاديث كل باب منها تنقسم إلى صحاح وحسان،

أعني بـ (الصّحاح) ما أخرجه الشيخان: أبو عبدالله محمد بن إسمعيل[1] الجعفي البخاري، وأبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري[2] رحمهما الله، في جامعهما، أو أحدهما.

وأعني بـ (الحِسان) ما أورده أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني وأبو عيسى محمد بن عيسى [بن سورة][3] الترمذي وغيرهما من الأئمة في تصانيفهم رحمهم الله وأكثرها صحاح بنقل العدل عن العدل غير أنها لم تبلغ غاية شرط الشيخين في علو الدرجة من صحة الإسناد إذ أكثر الأحكام ثبوتها بطريق حسن.

وما كان فيها من ضعيف أو غريب أشرت إليه وأعرضت عن ذكر ما كان منكراً أو موضوعاً[4] والله المستعان وعليه التكلان.

(روي) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إنّما الأعمالُ بالنِّيّاتِ، وإنّما لِكلِّ امرِىءٍ ما نَوى، فمنْ

---

(١) في مخطوطة برلين زيادة: بن إبراهيم.

(٢) كلمة النيسابوري ليست في مخطوطة برلين.

(٣) كلمة: (بن سورة) ليست في مخطوطة برلين.

(٤) جمع الشيخ الإمام سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن عمر القزويني المتوفى سنة (٧٥٠هـ) (١٨) حديثاً استخرجها من كتاب المصابيح وقال إنها موضوعة، وقد ألف الحافظ ابن حجر العسقلاني رسالة ردّ بها على القزويني، وبيّن فيها رتبة هذه الأحاديث، وقد وضعنا هذه الرسالة كاملة في آخر مقدمتنا لتحقيق الكتاب، ص ص: ٧٥-٩٦. كما وضعنا تعليقات الحافظ ابن حجر في حاشيتنا على هذه الأحاديث ضمن الكتاب.

اسکین: مصابیح السنة: ج ۳: ص ۴۲۵:

مصابيح السنة

للإمام محيي السنة، ركن الدين، أبي محمد الحسين بن مسعود ابن محمد الفراء البغوي

٤٣٣-٥١٦هـ

ويليه فهارس عامة

تحقيق

الدكتور يوسف عبد الرحمن المرعشلي

محمد سليم إبراهيم سمارة و جمال حمدي الذهبي

المجلد الثالث

دار المعرفة
بيروت - لبنان

٤٠٣٠ ــ عن ابن مسعود: «أنَّ رسولَ اللَّهِ صلى اللَّهُ عليه وسلم نامَ على حصيرٍ فقامَ وقد أثَّرَ في جسدِهِ / فقال ابنُ مسعودٍ: يا رسولَ اللَّهِ لو أمَرْتَنا أنْ نَبْسُطَ لكَ ونعملَ، فقالَ: مـالِي ولِلدُّنيا، وما أنا والدُّنيا إلا كرَاكِبٍ استظَلَّ تحتَ شجرةٍ ثم راحَ وتركَها»[1]. [٢٣٣/أ]

٤٠٣١ ــ وعن أبي أُمَامَةَ، عن النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال: «أَغْبَطُ أوليائي عندي لمؤمنٌ خفيفُ الحَاذِ، ذو حظٍ مِن الصلاةِ، أحسنَ عبادةَ ربِّهِ وأطاعَهُ في السرِّ، وكانَ غامِضاً في النَّاسِ لا يُشَارُ إليه بالأصابعِ، وكانَ رزقُهُ كَفَافاً فصبَر على ذلكَ، ثم نقدَ بيدِهِ فقال: عُجِّلَتْ مَنِيَّتُه، قَلَّتْ بواكِيهِ، قَلَّ تُرَاثُه»[2].

= وأخرجه أبو نعيم في الحلية ٢٥٣/٣، ضمن ترجمة سلمة بن دينار (٢٤٠)، واللفظ له، وذكره التبريزي في المشكاة ١٤٣٣/٣، وعزاه للترمذي ولابن ماجه. ولكن عزوه للترمذي غير سديد، يقول القاري في المرقاة ٣٣/٥: (قال ميرك، أظن أن ذكر الترمذي وقع سهواً من نساخ الكتاب، أومن صاحبه، فإن الحافظ المنذري، والإمام النووي، والشيخ الجزري رحمهم الله تعالى قالوا كلهم: رواه ابن ماجه فقط، فتأمل).

(١) أخرجه ابن المبارك في الزهد (من زيادة نعيم بن حماد)، ص ٥٤، باب في التواضع وكراهية الكبر، الحديث (١٩٥)، وأخرجه أحمد في المسند ٣٩١/١، وأخرجه الترمذي في السنن ٥٨٨/٤، كتاب الزهد (٣٧)، باب (٤٤)، الحديث (٢٣٧٧)، وقال: (هذا حديث حسن صحيح)، وأخرجه ابن ماجه في السنن ١٣٧٦/٢، كتاب الزهد (٣٧)، باب مثل الدنيا (٣)، الحديث (٤١٠٩)، وأخرجه الحاكم في المستدرك ٣١٠/٤، كتاب الرقاق، باب إذا أحبَّ الله عبداً حماه الدنيا، وأخرجه البغوي في شرح السنة ٢٣٦/١٤، الحديث (٤٠٣٤) واللفظ له.

(٢) أخرجه ابن المبارك في الزهد (من زيادة نعيم بن حماد)، ص ٥٤، باب في التواضع...، الحديث (١٩٦)، وأخرجه أحمد في المسند ٢٥٢/٥، وأخرجه الترمذي في السنن ٥٧٥/٤، كتاب الزهد (٣٧)، باب ما جاء في الكفاف... (٣٥)، الحديث (٢٣٤٧)، وقال: (حديث حسن) واللفظ له، وأخرجه ابن ماجه في السنن ١٣٧٨/٢ ــ ١٣٧٩، كتاب الزهد (٣٧)، باب من لا يُؤْبَه له (٤)، الحديث (٤١١٧)، قوله: «خفيف الحاذ» بتخفيف الذال المعجمة أي خفيف الحال الذي يكون قليل المال.

(۴) امام ابن الخراطؒ (م ۵۸۱ھ) بھی اس حدیث کو صحیح مانتے ہے۔ (**الاحکام الوسطی لابن خراط: ج۱: ص۶۶، ج۴: ص۲۷۸، بیان الوھم لابن قطان: ج۴: ص۶۳۶، ج۴: ص۹**)

اسکین: الاحکام الوسطی لابن خراط: ج۱: ص۶۶:

الأحكام الوسطى

مِن حديثِ النبيّ صلّى الله عليهِ وسلّمَ

تأليف

الإمام الحافظ المحدث أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن

ابن عبد الله الأزدي الأشبيلي

" ابن الخراط "

٥١٠ هـ - ٥٨٢ هـ

الجزء الأول

تحقيق

حمدي السلفي صبحي السامرائي

مكتبة الرشد

الرياض

وأبو عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَة الترمذي.

وأضفت إلى ذلك أحاديث من كتب أخر، أذكرها عند ذكر الحديث منها، أو أذكر أصحابها أو المشهور برواية ذلك الحديث الذي أخرج، مثل أن أقول: ومن مسند أبي بكر بن أبي شيبة، أو ذكر ابن أبي شيبة، أو وروى وكيع بن الجراح، أو فلان، وإذا ذكرت الحديث لمسلم أو لغيره عن صاحب، ثم أقول: وعنه، أو وعن فلان وأذكر ذلك الصاحب أو صاحباً آخر، فإنما كل ذلك لمسلم، أو من الكتاب الذي أذكر أولاً، حتى أسمي غيره، وربما تخللها كلام في رجل أو في شيء.

وإذا قلت: وفي رواية أخرى أو وفي طريق آخر، ولا أذكر الصاحب، فإنه من ذلك الكتاب، وإن كانت الزيادة عن صاحب آخر ذكرت الصاحب وذكرت النبي ﷺ وعن ذلك الصاحب، عن النبي عليه السلام.

وإذا ذكرت الحديث لمسلم أو لسواه، ثم أقول: زاد البخاري كذا وكذا، أو زاد فلان كذا وكذا، أو قال كذا وكذا ولم أذكر الصاحب ولا النبي ﷺ، فإنه عن ذلك الصاحب عن النبي ﷺ، وإن كانت الزيادة عن صاحب آخر، ذكرت الصاحب وذكرت النبي ﷺ، وربما ذكرت الزيادة، وقلت: خرجها من حديث فلان، ولم أذكر النبي عليه السلام، ولكنها عن النبي ﷺ، وإن كان حديثاً كاملاً ذكرت الصاحب، وذكرت النبي عليه السلام، وإن كانت الزيادة أو الحديث الكامل بإسناد معتل ذكرت علته، ونبهت عليها، بحسب ما اتفق من التطويل أو الاختصار، وإن لم تكن فيه علة كان سكوتي عنه دليلاً على صحته.

هذا فيما أعلم، ولم أتعرض لإخراج الحديث المعتل كله، وإنما أخرجت منه يسيراً مما عمل به، أو بأكثره عند بعض الناس، واعتمد عليه وفزع عند الحاجة إليه، والحديث السقيم أكثر من أن أتعرض له، أو أشتغل

اسکین: الاحکام الوسطی لابن خراط: ج ۴: ص ۲۷۸:

الأحكام الوسطى

من حديث النبي صلى الله عليه وسلم

تأليف

الإمام الحافظ المحدث أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن

ابن عبد الله الأزدي الأشبيلي

« ابن الخراط »

٥١٠ هـ - ٥٨٢ هـ

الجزء الرابع

تحقيق

حمدي السلفي　　　　صبحي السامرائي

مكتبة الرشد

الرياض

اللَّهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ»[١].

الترمذي، عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: «إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي الْمُؤْمِنُ خَفِيفُ الحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ ربهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضاً فِي النَّاسِ لاَ يُشَارِ إِلَيْهِ بِالأَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافاً فَصَبَرَ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ نَغَضَ بِيَدِهِ فَقَالَ: عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ، قَلَّتْ بَوَاكِيهِ، قَلَّ تُرَاثُهُ»[٢].

- وعن عقبة بن عامر قال: قلت: يا رسول الله ما النجاة؟ قال: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ»[٣].

البزار، عن أبي خلاد وكانت له صحبة قال: قال رسول الله ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ أُعْطِيَ زُهْداً فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ»[٤].

وعن أنس قال: لقي رسول الله ﷺ أبا ذر فقال له: «يَا أَبَا ذَرٍّ أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى خَصْلَتَيْنِ هُمَا خَفِيفَتَانِ عَلَى الظَّهْرِ وَأَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ غَيْرِهِمَا؟» قال: بلى يا رسول الله، قال: «عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَطُولِ الصَّمْتِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا»[٥].

وذكر أبو أحمد من حديث عثمان بن سعيد الكاتب عن أنس أن النبي ﷺ قال: «الصَّمْتُ حُكْمٌ وَقَلِيلٌ فَاعِلُهُ»[٦].

---

(١) رواه مسلم (٢٧٥٥).
(٢) رواه الترمذي (٢٣٤٧).
(٣) رواه الترمذي (٢٤٠٦).
(٤) ورواه ابن ماجه (٤١٠١) والطبراني في الكبير (٢٢/٩٧٥) وانظر سلسلة الضعيفة (٤/٣٩٥ ـ ٣٩٧) لشيخنا محمد ناصر الدين الألباني.
(٥) رواه البزار (٢٣٢٧) زوائد الحافظ وفيه بشار بن الحكم وهو ضعيف.
(٦) رواه أبو أحمد بن عدي في الكامل (٥/١٩٦).

(۵) امام موفق الدین ابن قدامہؒ (م ۶۲۰ھ) نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

(مختصر منہاج القاصدین: ص ۲۱۰)

مختصر

منهاج القاصدين

تأليف

الإمام الشيخ أحمد بن عبد الرحمن بن قدامة المقدسي

قدم له

الأستاذ محمد أحمد دهمان

علق عليه

شعيب الأرنؤوط   عبد القادر الأرنؤوط

الناشر
مكتبة دار البيان
دمشق ص.ب ٢٨٥٤
هاتف ٢٢٩٠٤٥

التوزيع
مؤسسة علوم القرآن
للطباعة والنشر
بيروت ص.ب : ١٥٥١٣٦
دمشق ص.ب : ٤٦٢٠

قال رجل لبشر الحافي رحمه الله : أوصني ، فقال : أخمل ذكرك ، وطيب مطعمك . وقال : لا يجد حلاوة الآخرة رجل يحب في الدنيا أن يعرفه الناس .

وقد روي في « صحيح مسلم » أن عمر بن سعد انطلق الى أبيه سعد وهو في غنم له خارجاً عن المدينة ، فلما رآه قال : أعوذ بالله من شر هذا الراكب ، فلما أتاه قال : يا أبت أنزلت في إبلك وغنمك وتركت الناس يتنازعون الملك بينهم ؟ فضرب سعد في صدره وقال : اسكت ، إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول : « إن الله يحب العبد التقي الغني الخفي » .

وعن أبي أمامة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : « إن أغبط أوليائي عندي لمؤمن خفيف الحاذ ، ذو حظ من الصلاة ، أحسنَ عبادة ربه ، وأطاعه في السر ، وكان غامضاً في الناس ، لا يشار إليه بالأصابع ، وكان رزقه كفافاً ، فصبر على ذلك » ثم نقر بيده ، فقال : « عُجِّلَتْ منيَّته ، قلَّت بواكيه ، قلَّ تراثه » حديث حسن .

وكان ابن مسعود رضي الله عنه يوصي أصحابه ، فيقول : كونوا ينابيع العلم ، مصابيح الهدى ، أحلاس البيوت، سرج الليل ، جدد القلوب ، خلقان الثياب ، تُعرفون في السماء ، وتَخْفَوْنَ على أهل الأرض .

فان قيل : هذا فيه فضيلة الخمول ، وذم الشهرة ، وأي شهرة أكثر من شهرة الأنبياء ، وأئمة العلماء .

قلنا : المذموم طلب الإنسان الشهرة ، وأما وجودها من جهة الله تعالى من غير طلب الإنسان فليس بمذموم ، غير أن في وجودها فتنة على الضعفاء ، فان مثل الضعيف كالغريق القليل الصنعة في السباحة ، اذا تعلق به أحد غرق وغرقه ، فأما السابح النحرير ، فان تعلق الغرقى به سبب لنجاتهم وخلاصهم .

فصل [في أن الجاه والمال هما ركنا الدنيا]

واعلم : أن الجاه والمال هما ركنا الدنيا ، ومعنى المال ملك الأعيان المنتفع بها ، ومعنى الجاه ملك القلوب المطلوب تعظيمها ، وطاعتها ، والتصرف فيها .

(٦) امام عبد العظیم المنذریؒ (م ٦٥٦ھ) نے بھی اس حدیث کی تصحیح فرمائی ہے۔

(الترغیب و الترهیب للمنذری: ج ٤: ص ٧٣، مقالات زبیر علی زئی: ج ٦: ص ١٤٣)

اسکین: الترغیب و الترهیب للمنذری: ج ٤: ص ٧٣:

التَّرغِيبُ وَالتَّرهِيبُ

مِنَ الحَدِيثِ الشَّرِيفِ

تأليف
الإمام الحافظ
زكيّ الدّين عبد العظيم بن عبد القويّ المنذريّ
المتوفى سنة ٦٥٦ هـ

ضبطه وخرّج آياته وأحاديثه
إبراهيم شمس الدّين

الجزء الرابع

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٤٤ ـ وَعَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ رَضِيَ اللّهُ عَنهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «اثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ: الْمَوْتُ، وَالْمَوْتُ خَيْرٌ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ، وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ». رواه أحمد[1] بإسنادين رواة أحدهما محتج بهم في الصحيح، ومحمود له رؤية، ولم يصح له سماع فيما أرى، وتقدم الخلاف في صحبته في باب الرياء وغيره، واللّهُ أعلم.

٤٥ ـ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّهُ عَنهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «مَنْ قَلَّ مَالُهُ، وَكَثُرَتْ عِيَالُهُ، وَحَسُنَتْ صَلاتُهُ، وَلَمْ يَغْتَبِ الْمُسْلِمِينَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهُوَ مَعِي كَهَاتَيْنِ». رواه أبو يعلى والأصبهاني.

٤٦ ـ وَعَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّهُ عَنهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ مَدْفُوعٍ بِالأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّهِ لأَبَرَّهُ». رواه مسلم[2].

٤٧ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّهُ عَنهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّهِ ﷺ يَقُولُ: «رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ مُصْفِحٍ عَنْ أَبْوَابِ النَّاسِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّهِ لأَبَرَّهُ». رواه الطبراني في الأوسط، ورواته رواة الصحيح إلاّ عبد اللّهِ بن موسى التيمي.

٤٨ ـ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَوْ جَاءَ أَحَدَكُمْ يَسْأَلُهُ دِينَاراً لَمْ يُعْطِهِ، وَلَوْ سَأَلَهُ دِرْهَماً لَمْ يُعْطِهِ، وَلَوْ سَأَلَهُ فَلْساً لَمْ يُعْطِهِ، فَلَوْ سَأَلَ اللّهَ الْجَنَّةَ أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، ذِي طِمْرَيْنِ لاَ يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّهِ لأَبَرَّهُ». رواه الطبراني، ورواته محتج بهم في الصحيح.

٤٩ ـ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنْ صَلاَةٍ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضاً فِي النَّاسِ لاَ يُشَارُ إِلَيْهِ بِالأَصَابِعِ، وَكانَ رِزْقُهُ كَفَافاً، فَصَبَرَ عَلَى ذٰلِكَ»، ثُمَّ نَقَرَ بِيَدِهِ فَقَالَ: «عَجِلَتْ مَنِيَّتُهُ، قَلَّتْ بَوَاكِيهِ، قَلَّ تُرَاثُهُ». رواه الترمذي[3] من طريق عبيد اللّه بن زحر عن علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة ثم قال: وهذا الإسناد عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «عَرَضَ

---

(١) المسند ٥/٤٢٧.

(٢) كتاب البر حديث ١٣٨، والجنة حديث ٤٨.

(٣) كتاب الزهد باب ٣٥.

عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَباً، قُلْتُ: لاَ يَا رَبِّ، وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْماً، وَأَجُوعُ يَوْماً، أَوْ قَالَ: ثَلاَثاً، أَوْ نَحْوَ هٰذَا، فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ». ثم قال الترمذي: هذا حديث حسن.

٥٠ ـ وروى ابن ماجه والحاكم الحديث الأول إلا أنهما قالا: أَغْبَطُ النَّاسِ عِنْدِي. والباقي بنحوه. قال الحاكم: صحيح الإسناد كذا قال:

«قوله: خفيف الحاذ»: بحاء مهملة وذال معجمة مخففة: خفيف الحال قليل المال.

٥١ ـ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ خَرَجَ إِلَى المَسْجِدِ فَوَجَدَ مُعَاذاً عِنْدَ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَبْكِي، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ؟ قالَ: حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قالَ: «الْيَسِيرُ مِنَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ، وَمَنْ عَادَى أَوْلِيَاءَ اللَّهِ فَقَدْ بارَزَ اللَّهَ بِالْمُحَارَبَةِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الأَبْرَارَ الأَتْقِيَاءَ الأَخْفِيَاءَ الَّذِينَ إِنْ غَابُوا لَمْ يُفْتَقَدُوا، وَإِنْ حَضَرُوا لَمْ يُعْرَفُوا. قُلُوبُهُمْ مَصَابِيحُ الدُّجَى يَخْرُجُونَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ»، رواه ابن ماجه[1] والحاكم واللفظ له، وقال: صحيح ولا علة له.

قال الحافظ: ويأتي بقية أحاديث هذا الباب في الباب بعده إن شاء اللّه تعالى.

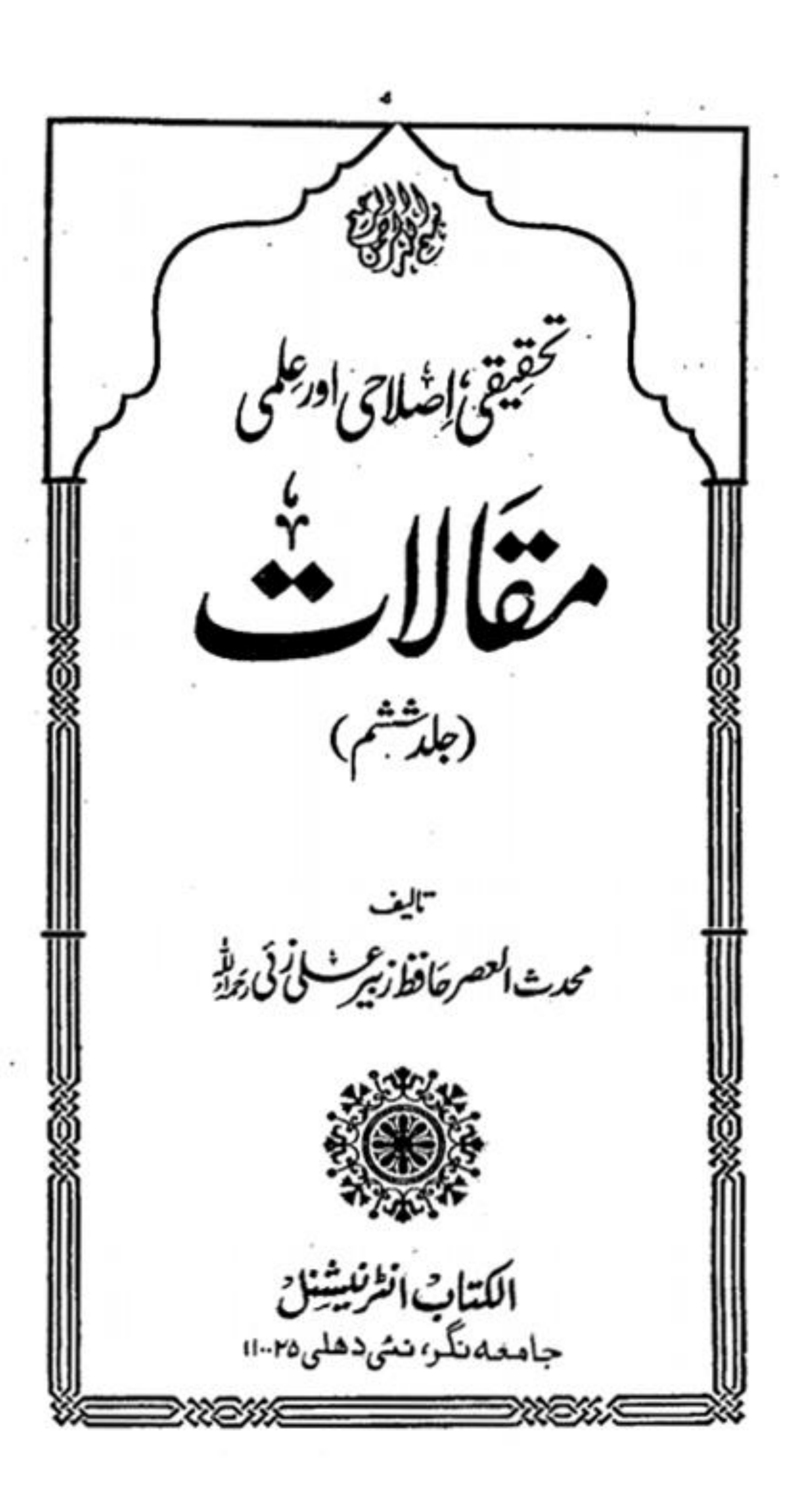
الترغيب في الزهد في الدنيا والاكتفاء منها بالقليل والترهيب من حبها والتكاثر فيها والتنافس، وبعض ما جاء في عيش النبي ﷺ في المأكل والملبس والمشرب ونحو ذلك

١ ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ، وَأَحَبَّنِي النَّاسُ؟ فَقَالَ: «ازْهَدْ في الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللَّهُ، وَازْهَدْ فِيمَا في أَيْدِي النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ». رواه ابن ماجه[2]، وقد حسن بعض

---

(١) كتاب الفتن باب ١٦.
(٢) كتاب الزهد باب ١.

اسکین: مقالات زبیر علی زئی: ج۶ : ص۱۴۳:



دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل (۳/ ۸۳، یہی مضمون فقرہ:۲)

۱۸) امام یعقوب بن سفیان الفارسی نے حارث بن عمیر کے بارے میں امام احمد بن حنبل کی توثیق نقل کی اور کوئی رد نہیں کیا۔ (دیکھئے کتاب المعرفۃ والتاریخ ۲/ ۱۹۶)

بلکہ الجامع فی الجرح والتعدیل والوں نے اس توثیق کو یعقوب بن سفیان سے براہِ راست نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم (دیکھئے ج ۱ص ۱۴۳ت ۷۳۹)

☆ معاصر ڈاکٹر بشار عواد معروف العراقی نے ابن خلفون سے حارث بن عمیر کی توثیق نقل کی ہے اور اُن سے پہلے مغلطائی حنفی نے حارث بن عمیر کے بارے میں عجلی اور دارقطنی کی توثیق/ ابوسعید النقاش، حاکم، ابن خزیمہ اور ابن حبان کی جرح نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

" ولما ذكره ابن خلفون في جملة الثقات ذكر أن أبا الفتح الأزدي قال: هو ضعيف منكر الحديث" (اکمال تہذیب الکمال ۳/ ۳۱۲ت ۱۱۰۱)

چونکہ یہ توثیق باسند صحیح ثابت نہیں، لہٰذا میں نے اس پر کوئی نمبر نہیں لگایا۔

۱۹) امام ابوداود نے حارث بن عمیر کی بیان کردہ ایک منقطع روایت (ح ۱۱۹۳) لکھی تو عبدالحق اشبیلی نے الاحکام الوسطیٰ میں اس سے استدلال کیا اور حارث بن عمیر پر کوئی جرح نہیں کی۔ (دیکھئے ج ۲ص ۸۸)

بلکہ الاحکام الکبریٰ میں لکھا ہوا ہے:

"الحارث بن عمير هذا رجل صالح ثقة مشهور " (ج ۲ص ۳۳۵)

۲۰) حافظ عبدالعظیم المنذری نے حارث بن عمیر کی ایک روایت بطورِ جزم "وعنہ" ذکر کر کے سکوت کیا۔

دیکھئے الترغیب والترہیب (۲/ ۲۰ ح ۱۲۸۷، تصدقوا فإن الصدقۃ فکاککم من النار)

یہ ان کے نزدیک تحسین یا تصحیح ہوتی ہے۔ (دیکھئے مقدمۃ الترغیب والترہیب ج ۱ص ۳۶)

اس طرح کے دوسرے اقوال بھی تلاش کئے جا سکتے ہیں، لیکن یہاں اتنی پر کفایت ہے۔

(۷) شیخ الالبانیؒ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔**(مشکاۃ المصابیح : جلد ۳: صفحہ ۴۳۳، حدیث ۵۱۸۹)**

مشكاة المصابيح

تأليف

محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي

بتحقيق

محمد ناصر الدين الألباني

الجزء الثالث

المكتب الإسلامي

وجاف[1] الخبز والماء » . رواه الترمذي[2] .

٥١٨٧ — (٣٣) وعن سهل بن سعد ، قال : جاءَ رجلٌ ، فقال : يا رسولَ الله ! دُلّني على عمَلٍ إذا أنا عملتُه أحبّني اللهُ وأحبّني الناسُ . قال : « ازهَدْ في الدنيا يُحبَّكَ اللهُ ، وازهدْ فيما عندَ الناس يُحبكَ الناسُ » رواه الترمذي ، وابن ماجه .

٥١٨٨ — (٣٤) وعن ابن مسعودٍ ، أنَّ النبيَّ ﷺ نامَ على حصيرٍ ، فقامَ وقد أثَّرَ في جسدِه ، فقال ابنُ مسعود : يا رسولَ الله ! لو أمرتَنا أن نبسُطَ لكَ ونعملَ[3] . فقال : « ما لي وللدنيا ؟ وما أنا والدنيا إلاّ كراكبٍ استظلَّ تحتَ شجرةٍ ، ثمَّ راحَ وتركها » . رواه أحمد ، والترمذي ، وابن ماجه .

٥١٨٩ — (٣٥) وعن أبي أُمامةَ ، عن النبيِّ ﷺ ، قال : « أغبَطُ أوليائي عندي لمؤمنٌ خفيفُ الحاذ[4] ، ذو حظٍّ من الصَّلاةِ ، أحسنَ عبادةَ ربِّه ، وأطاعَه في السرِّ ، وكانَ غامضاً في النَّاس ، لا يشارُ إليه بالأصابعِ ، وكانَ رزقُه كفافاً ، فصبرَ على ذلكَ » ثمَّ نَقَدَ[5] بيدِه فقال : « عُجِّلَتْ منيَّتُه ، قلَّتْ بواكيه ، قلَّ تُراثُه[6] » . رواه أحمد ، والترمذي ، وابن ماجه[7] .

٥١٩٠ — (٣٦) وعنه ، قال : قال رسولُ الله ﷺ : « عرضَ عليَّ ربّي ليجعلَ لي بطحاءَ مكّةَ ذهباً ، فقلتُ : لا ، يا ربِّ ! ولكن أشبعُ يوماً ، وأجوعُ يوماً ، فإذا جعتُ تضرَّعتُ إليكَ وذكرتُكَ ، وإذا شبعتُ حمدتُكَ وشكرتُكَ » . رواه أحمدُ ، والترمذي .

---

(١) الجلف : الخبز الغليظ اليابس ، وقد يراد به الظرف الذي يوضع به .
(٢) وإسناده ضعيف ، والصحيح أنه عن رجل من أهل الكتاب كما ذكر الامام أحمد رحمه الله .
(٣) أي نعمل لك ثوباً حسناً .
(٤) أي خفيف الحال الذي يكون قليل المال ، وخفيف الظهر من العيال .
(٥) أي صوّت بيده بأن ضرب إحدى أنملتيه على الأخرى .
(٦) تراثه : أي ميراثه وماله المؤخر عنه بما يورث .
(٧) وإسناده حسن .

ایک بات کی وضاحت: علامہ ناصر الدین البانیؒ نے، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، لیکن مشکاۃ کی تحقیق میں اسے باقاعدہ حسن کہا ہے، اسی وجہ سے **تنبیہ القاری** میں سلفی عالم، شیخ عبد اللہ الدویش نے اس بات کو باقاعدہ بیان کیا ہے کہ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو الجامع الصغیر میں ضعیف اور مشکاۃ میں حسن کہا ہے۔ اس حدیث کو موصوف نے " **تنبیہ القاريء لتضعیف ما قواہ الألباني** " کے تحت ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ موصوف کے نزدیک بھی شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو قوی کہا ہے۔

مجموعة مؤلفات الشيخ عبد الله الدويش

تنبيه القارئ

لتقوية ما ضعفه الألباني

ويليه

تنبيه القارئ لتضعيف ما قوّاه الألباني

تأليف العلامة المحدث

الشيخ / عبد الله بن محمد بن أحمد الدويش

غفر الله له ولوالديه ولمشائخه

١٣٧٣-١٤٠٨هـ

المجلد الخامس

تقديم سماحة الشيخ

عبد العزيز بن عبد الله بن باز

أشرف على طبعها وتصحيحها

عبد العزيز بن أحمد المشيقح

دار العليان

ووصله أبو داود أيضا بتمامة وسنده صحيح أيضا وفيه أن القصة كانت عقب نزول رخصة التطهر بالصعيد الطيب وذلك التأويل الذي نقلته آنفاً عن شرح السنة. انتهى

أقول هكذا ذكره وقد ضعفه في غير هذا الموضع فقال في إرواء الغليل ١ : ١٨٥ ، ١٨٦ واعلم أنه قد روى هذا الحديث عن عمار بلفظ ضربتين كما وقع في بعض طرقه إلى المرفقين وكل ذلك معلول لا يصح قال الحافظ في التلخيص ص ٦ ، وقال ابن عبدالبر أكثر الآثار المرفوعة عن عمار ضربة واحدة وما روي عنه من ضربتين فكلها مضطربة وقد جمع البيهقي طرق حديث عمار فأبلغ وفي الضربتين أحاديث أخرى وهي معلولة أيضا كما بينه الحافظ في التلخيص وحققت القول على بعضها في ضعيف سنن أبي داود رقم ٥٨ ، ٥٩ .

١٣ ـ وعن أبي أمامة عن النبي ﷺ قال أغبط أوليائي عندي لمؤمن خفيف الحاذ ذو حظ من الصلاة أحسن عبادة ربه وأطاعه في السر وكان غامضاً في الناس لا يشار إليه بالأصابع وكان رزقه كفافاً فصبر على ذلك ثم نقد بيده فقال عجلت منيته قلت بواكيه قل تراثه رواه أحمد والترمذي وابن ماجه قال في تخريج المشكاة ٥١٨٩ إسناده حسن.

أقول هكذا حسنه هنا وقد ضعفه في موضع آخر فقال في ضعيف الجامع ١ : ٣٠٨ رقم ١٠٧٣ ضعيف[1].

(١) إلى هنا وجدت في أصول الشيخ رحمه الله تعالى المصحح.

(۸) سلفی عالم شیخ عبد القادر ارناؤط لکھتے ہیں کہ اسکی اسناد حسن ہے۔ **(جامع الاصول: ج ۱۰: ص ۱۳۷)**

جامع الأصول

في

أحاديث الرسول

تأليف

الامام مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد، ابن الأثير الجزري

٥٤٤ - ٦٠٦ هـ

رحمه الله تعالى

جمع فيه المؤلف الأصول الستة المعتمدة عند الفقهاء والمحدثين: الموطأ، البخاري، مسلم، ابو داود، الترمذي، النسائي

وهذبها، ورتبها، وذلل صعابها، وشرح غريبها، ووضح معانيها، قال ياقوت: أقطع قطعاً أنه لم يصنف مثله قط

حقق نصوصه، وخرج أحاديثه، وعلق عليه

عبد القادر الأرناؤوط

الجزء العاشر

نشر وتوزيع

مكتبة الحلواني — حسين ناظم الحلواني

مطبعة الملاح — عبد الله الملاح

مكتبة دار البيان — بشير عيون

وفي رواية رزين « وجلف خُبزٍ يَرُدُّ بها جَوعَتَهُ ، والماء القَراح » .

[شرح الغريب]

(جلف الخبز) الجلف : الخبز وحده لا أدم معه ، وقيل : هو الخبز الغليظ اليابس .

(القَراح) : الذي لا يشوبه شيء ولا يخالطه ، مما يُجعل فيه كالعسل والتمر والزبيب وغير ذلك مما يُتخذ شراباً .

٧٦١٤ — (ت - أبو أمامة الباهلي رضي الله عنه) أن رسول الله ﷺ قال : « قال الله : إنَّ أغبَطَ أوليائي عندي : مؤمنٌ خفيفُ الحاذِ ، ذو حظٍّ من الصلاة ، أحسَنَ عبادَةَ ربِّه ، وأطاعه في السِّرِّ ، وكان غامِضاً في الناس ، لا يُشار إليه بالأصابع ، وكان رِزْقُه كَفافاً فصبر على ذلك ، ثم نَقَرَ بيده ، فقال : عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ ، قَلَّ تُرَاثُهُ ، قَلَّتْ بواكيه » .

وبهذا الإسناد : أن النبيَّ ﷺ قال : « عَرَضَ عليَّ ربِّي لِيَجْعَلَ لي بطحاء مكة ذَهَباً ، فقلت : لا يارَبِّ ، ولكن أشبَعُ يوماً ، وأجوعُ يوماً ، فإذا جُعتُ تضَرَّعْتُ إليكَ وذَكَرْتُكَ ، وإذا شبِعتُ حَمِدْتُكَ وشكَرْتُكَ » أخرجه الترمذي[1] .

---

(١) رقم ٢٣٤٨ في الزهد ، باب ما جاء في الكفاف والصبر عليه ، وإسناده حسن ، وقال الترمذي : هذا حديث حسن ، قال : وفي الباب عن فضالة بن عبيد .

(۹) شیخ احمد بن محمد الغماریؒ (م ۱۳۸۰ھ) نے اپنی کتاب **المداوی لعلل الجامع الصغیر**، **حدیث نمبر ۱۲۰۶**، پر شواہد کی بناء پر اس حدیث کو حسن مانا ہے، کہتے ہیں کہ علی بن یزید اس میں منفرد نہیں بلکہ ان کی متابعت کی گئی ہے، جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ میں ان کی متابعت موجود ہے۔ **(ج ۲: ص ۲۲)**

المداوی
لعلل الجامع الصغیر
وشرحی المناوی

تألیف
الحافظ أبي الفیض
أحمد بن محمد بن الصدیق الغماري الحسني
المتوفی ۱۳۸۰ ھ

الجزء الثاني

حدثنا أحمد بن داود المكي ثنا أبو قتادة عمرو بن مخرم الليثي ثنا محمد بن دينار الطاحي به.

فأيوب بن سليمان الموجود في السند الأول ضعيف وهذه متابعة له، وإن كان ابن عدي أخرجه من هذه الطريق أيضاً فقال:

حدثنا فخر بن أحمد بن هارون ثنا أحمد بن الهيثم عن عمرو بن مخرم به، لكنه قال: عن ابن عيينة عن يونس به.

فاتضح أنّ من جعل طريق الطبراني شاهداً لطريق ابن عدي لم يخطىء بل أصاب.

٥٩٤ مكرر (أ)/١٢٠٦ ـ «أغْبَطُ النَّاسِ عِنْدِي مؤمِنٌ خفيفُ الحاذِ، ذو حظّ مِنْ صَلاةٍ، وكان رزقُهُ كفافاً، فصبرَ عليه حَتّى يلقى اللّه، وأحسنَ عبادةَ رَبّه، وكان غَامِضاً في النّاسِ، عُجِّلَتْ منِيَّتُهُ، وَقَلَّ تراثُهُ، وقلّتْ بواكِيهِ».

(حم. ت. ك. هب) عن ابي امامة

قال الشارح: وإسناده ضعيف لضعف علي بن زيد، لكن حسنه بعضهم.

قلت: علي بن زيد لم ينفرد به، بل توبع عليه والمتابعة عند ابن ماجه والخطابي في العزلة وغيرهما، وسأذكر طرقه ومخرجيه في حرف: «إن أغبط» أو أعاده المصنف هناك.

٥٩٤ مكرر (ب)/١٢٠٧ ـ «أغبُوا في العبادة، وأربِعُوا».

(ع) عن جابر

قال في الكبير: قال الحافظ العراقي: إسناده ضعيف.

قلت: سبب ضعفه أنّه من رواية موسى بن محمد بن إبراهيم التيمي وهو ضعيف، وقد أخرجه من طريقه أيضاً الخطيب في ترجمة علي بن أحمد بن إبراهيم بن غريب عنه، فقال:

حدثنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن سعيد الإصطخري ثنا العباس بن الفضل القواريري ثنا عثمان بن أبي شيبة ثنا عقبة بن خالد السكوني عن موسى بن محمد بن إبراهيم عن أبيه عن جابر به، إلاّ أنّه اقتصر على قوله: «أغبوا في العبادة».

ورواه الطوسي في مجالسه من طريق أبي المفضل الشيباني:

ثنا محمد بن صاعد ثنا أبو سعيد عبد الله بن سعيد الأشج ثنا عقبة بن خالد ثنا موسى بن محمد التيمي به بلفظ: «أغبوا/ في العبادة وأربعوا»، إلاّ أن يكون مقلوباً. ٢٣/٢

٥٩٥/١٢٠٨ ـ «اغْتَسِلُوا يَومَ الجُمُعَةِ، ولو كأساً بدِينَار».

(عد) عن انس

(ش) عن ابي هريرة موقوفاً

معلوم ہوا یہ حدیث کئی طرق سے مروی اور حسن درجے کی ہے، ائمہ و علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کی تصحیح و تحسین کی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

لہذا معراج ربانی کا اس حدیث کو ضعیف و موضوع کہنا، خود باطل و مردود ہے۔

کیا یہ حدیث ان کتابوں میں ملی، جن کے بارے میں محدثین کہتے ہیں کہ وہ ضعیف اور موضوع روایتوں سے بھری پڑی ہیں؟؟؟

الجواب:

تفصیلاً جواب سے پہلے فضائل اعمال میں موجود احادیث کے تعلق سے حضرت شیخ الحدیثؒ کی ضروری وضاحت ملاحظہ فرمایئے، کہتے ہیں:

"یہاں ایک بات پر تنبیہ ضروری ہے کہ میں نے حدیث کا حوالہ دینے میں مشکوۃ، تنقیح الرواۃ، مرقاۃ اور احیاء العلوم کی شرح، اور منذری کی ترغیب پر اعتماد کیا ہے، اور کثرت سے، ان سے لیا ہے، اسلئے حوالہ کی ضرورت نہیں سمجھی، البتہ انکے علاوہ کہیں اور سے کچھ لیا ہے تو اس کا حوالہ نقل کر دیا ہے"۔

(فضائل اعمال: ج۱: فضائل قرآن: ص۴۹۷، طبع دینیات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل اعمال

جلد اول

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

① حکایات صحابہؓ ② فضائل نماز

③ فضائل تبلیغ ④ فضائل ذکر

⑤ فضائل قرآن مجید ⑥ فضائل رمضان شریف

⑦ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج ⑧ فضائل درود شریف

پہلا ایڈیشن

اہمیت کی وجہ سے اس کو چند روز کے لیے مُلتوی کر کے ماحضر خدماتِ عالیہ میں پیش کرتا ہوں اور اُن لغزشوں سے جن کا وجود میری نااہلیت کے لیے لازم ہے، معافی کا خواستگار ہوں۔

رَجَاءَ الْحَشْرِ فِيْ سِلْكِ مَنْ قَالَ فِيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ: مَن حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْ أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا. قَالَ الْعَلْقَمِيُّ: اَلْحِفْظُ ضَبْطُ الشَّيْءِ وَمَنْعُهُ مِنَ الضِّيَاعِ فَتَارَةً تَكُوْنُ حِفْظُ الْعِلْمِ بِالْقَلْبِ وَإِنْ لَمْ يَكْتُبْ وَتَارَةً فِي الْكِتَابِ وَإِنْ لَمْ يَحْفَظْهُ بِقَلْبِهٖ، فَلَوْ حَفِظَ فِيْ كِتَابٍ ثُمَّ نَقَلَ إِلَى النَّاسِ دَخَلَ فِيْ وَعْدِ الْحَدِيْثِ. وَقَالَ الْمُنَاوِيُّ: قَوْلُهٗ: مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِيْ، أَيْ نَقَلَ إِلَيْهِمْ بِطَرِيْقِ التَّخْرِيْجِ وَالْإِسْنَادِ. وَقِيْلَ مَعْنٰى حِفْظِهَا: أَنْ يَنْقُلَهَا إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَإِنْ لَمْ يَحْفَظْهَا وَلَا عَرَفَ مَعْنَاهَا. وَقَوْلُهٗ: أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا، صِحَاحًا أَوْحِسَانًا أَوْضِعَافًا يُعْمَلُ بِهَا فِي الْفَضَائِلِ اهـ. فَلِلّٰهِ دَرُّ الْإِسْلَامِ مَا أَيْسَرَهٗ وَلِلّٰهِ دَرُّ أَهْلِهٖ مَا أَجْوَدَ مَا اِسْتَنْبَطُوْا رَزَقَنِيَ اللهُ تَعَالٰى وَإِيَّاكُمْ كَمَالَ الْإِسْلَامِ. وَمِمَّا لَا بُدَّ مِنَ التَّنْبِيْهِ عَلَيْهِ أَنِّيْ اِعْتَمَدْتُ فِي التَّخْرِيْجِ عَلَى الْمِشْكٰوةِ وَتَخْرِيْجِهٖ وَشَرْحِهِ الْمِرْقَاةِ وَشَرْحِ الْإِحْيَاءِ لِلسَّيِّدِ مُحَمَّدِنِ الْمُرْتَضٰى

اس جماعت کے ساتھ حشر ہونے کی امید میں، جن کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری امت کے لیے اُن کے دینی اُمور میں چالیس حدیثیں محفوظ کرے گا، حق تعالیٰ شانہٗ اس کو قیامت میں عالِم اٹھائے گا اور میں اُس کے لیے سفارشی اور گواہ بنوں گا۔ علقمیؒ کہتے ہیں کہ محفوظ کرنا شئے کے مُنضبِط کرنے اور ضائع ہونے سے حفاظت کا نام ہے، چاہے بغیر لکھے برزبان یاد کر لے یا لکھ کر محفوظ کر لے اگرچہ یاد نہ ہو، پس اگر کوئی شخص کتاب میں لکھ کر دوسروں تک پہونچاوے وہ بھی حدیث کی بَشارت میں داخل ہوگا۔ مُناوِیؒ کہتے ہیں کہ میری امت پر محفوظ کر لینے سے مراد ان کی طرف نقل کرنا ہے سَنَد کے حوالہ کے ساتھ۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مسلمانوں تک پہونچانا ہے اگرچہ وہ برزبان یاد نہ ہو، نہ ان کے معنیٰ معلوم ہوں، اسی طرح چالیس حدیثیں بھی عام ہیں کہ سب صحیح ہوں یا حَسَن یا معمولی درجہ کی ضعیف جن پر فضائل میں عمل جائز ہو۔ اللہ اکبر! اسلام میں بھی کیا کیا سہولتیں ہیں اور تعجب کی بات ہے کہ عُلَماء نے بھی کس قدر باریکیاں نکالی ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ کمال اسلام مجھے بھی نصیب فرماویں اور تمہیں بھی۔

اس جگہ ایک ضروری امر پر مُتنبِّہ کرنا بھی لابُدّی ہے، وہ یہ کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں مشکوٰۃ، تنقیح الرُّواۃ، مرقاۃ اور إحیاءُ العلوم کی شرح اور مُنذِریؒ کی ترغیب پر اعتماد کیا ہے اور کثرت سے اُن سے لیا ہے،

حل لغات: ① روکنا۔ ② جو حاضر ہو۔ ③ اُمیدوار۔ ④ مضبوط کرنا، محفوظ کرنا۔ ⑤ حفظ۔ ⑥ خبردار۔ ⑦ ضروری۔

وَالتَّرْغِيبِ لِلْمُنْذِرِيِّ وَمَا عَزَوْتُ إِلَيْهَا لِكَثْرَةِ الْأَخْذِ عَنْهَا وَمَا أَخَذْتُ عَنْ غَيْرِهَا عَزَوْتُهُ إِلَى مَأْخَذِهِ. وَيَنْبَغِي لِلْقَارِئِ مُرَاعَاةُ آدَابِ التِّلَاوَةِ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ.	اس لیے ان کے حوالہ کی ضرورت نہیں سمجھی، البتہ ان کے علاوہ کہیں سے لیا تو اس کا حوالہ نقل کر دیا، نیز قاری کے لیے تلاوت کے وقت اس کے آداب کی رعایت بھی ضروری ہے۔

مقصود سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کلام مجید پڑھنے کے کچھ آداب بھی لکھ دیے جائیں کہ:

بے ادب محروم① گشت از فضلِ رب

مختصر طور پر آداب کا خلاصہ یہ ہے کہ کلام اللہ شریف معبود کا کلام ہے، محبوب ومطلوب کے فرمُودہ② الفاظ ہیں۔

جن لوگوں کو محبت سے کچھ واسطہ پڑا ہے، وہ جانتے ہیں کہ معشوق کے خط کی، محبوب کی تقریر و تحریر کی کسی دل کھوئے ہوئے کے یہاں کیا وقعت③ ہوتی ہے، اس کے ساتھ جو شیفتگی④ و فریفتگی کا معاملہ ہونا چاہیے اور ہوتا ہے وہ قواعد وضوابط سے بالاتر⑤ ہے۔

محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دے گی

اس وقت اگر جمالِ حقیقی اور انعاماتِ غیر متناہی⑥ کا تصوّر ہو تو محبت موجزن⑦ ہوگی، اس کے ساتھ ہی وہ احکم الحاکمین کا کلام ہے، سلطان السلاطین⑧ کا فرمان ہے، اس سطوت⑨ و جبروت⑩ والے بادشاہ کا قانون ہے کہ جس کی ہمسری⑪ نہ کسی بڑے سے بڑے سے ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں کو سلاطین کے دربار سے کچھ واسطہ پڑ چکا ہے، وہ تجربہ سے اور جن کو سابقہ⑫ نہیں پڑا، وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ سلطانی فرمان کی ہیبت⑬ قلوب پر کیا ہو سکتی ہے۔ کلامِ الٰہی محبوب وحاکم کا کلام ہے، اس لیے دونوں آداب کا مجموعہ اس کے ساتھ برتنا ضروری ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جب کلام پاک پڑھنے کے لیے کھولا کرتے تھے تو بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے اور زبان پر جاری ہو جاتا تھا: هٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ. هٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ. (یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے) یہ اُن آداب کا اجمال ہے اور ان تفصیلات کا اختصار ہے، جو مشائخ نے آدابِ تلاوت میں لکھے ہیں، جن کی کسی قدر توضیح⑭ بھی ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، جن کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ بندہ نوکر بن کر نہیں، چاکر بن کر نہیں بلکہ بندہ بن کر آقا و مالک، محسن⑮ و منعم⑯ کا کلام پڑھے۔ صوفیا نے لکھا

حل لغات: ① بے ادب اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ ② بیان کیے گئے۔ ③ اہمیت۔ ④ عشق و محبت۔ ⑤ بہت اونچا۔ ⑥ بے انتہا۔ ⑦ موجیں مارنے والا۔ ⑧ تمام بادشاہوں کے بادشاہ۔ ⑨ شان وشوکت۔ ⑩ قدرت۔ ⑪ برابری۔ ⑫ واسطہ۔ ⑬ رُعب۔ ⑭ وضاحت۔ ⑮ احسان کرنے والا۔ ⑯ نعمت دینے والا۔

یہی بات حضرت شیخ الحدیثؒ کے نواسے، مفتی شاہد صاحب سہارنپوری مد ظلہ نے بھی فرمائی ہے، دیکھئے: **(کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات: ص ۳۸)**

تو معراج ربانی کو چاہیے تھا کہ یہ حدیث، مشکاۃ میں جاکر دیکھتے، اور اپنے بہت بڑے عالم، ناصر الدین البانی صاحب کے مشکاۃ کی تحقیق میں اس حدیث کو حسن قرار دینے پر غور کرتے، اسی طرح دوسری کتابیں احیاء العلوم کی شرح اتحاف سادات المتقین **(ج۵: ص ۲۹۲)**، اور منذریؒ کی ترغیب پر بھی نظر ڈالتے، تو وہاں بھی یہ حدیث مل جاتی، لیکن اللہ ہی جانتا ہے کہ اہل حدیث مبلغ معراج ربانی کا کیا مقصد تھا۔

خیر ! معراج ربانی صاحب نے کہا تھا: **یہ حدیث ان کتابوں میں ملی، جس کے بارے میں محدثین کہتے ہیں کہ وہ ضعیف اور موضوع روایتوں سے بھری پڑی ہیں۔**

ہم کہتے ہیں کہ مولانا زکریاؒ سے بہت پہلے:

- امام عبد الغنی دمشقیؒ (م ۶۰۰ھ) نے اپنی کتاب اخبار الصلاۃ میں یہی حدیث، ح نمبر ۱۰ پر لکھی ہے۔ **(اخبار الصلاۃ: جلد ۱: صفحہ ۱۸)**

- یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں ہے۔ **(حدیث نمبر ۱۳۷۸)**

- یہ حدیث سنن ترمذی میں ہے۔ (یہ دونوں کتابیں صحاح ستہ میں پائی جاتی ہیں)

- ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) کی کتاب منہاج القاصدین، اس کی تلخیص امام ابن قدامہ مقدسیؒ (م ۶۲۰ھ) نے کی ہے، اس کا اردو ترجمہ محمد سلیمان کیلانی نے کیا ہے، ص: ۳۱۹ پر اس حدیث کو نقل کیا گیا ہے۔

- ابو بکر محمد بن خلفؒ (م ۳۰۶ھ) نے اخبار القضاۃ میں، اسی مفہوم کو دوسرے الفاظ میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا ہے۔

- ابن الاثیر جزریؒ (م ۶۰۶ھ) نے بھی اس حدیث نقل کیا ہے۔ **(جامع الاصول، ج۱۰: ص ۱۳۷)**

- امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے **(مستدرک: حدیث ۱۴۸۷:ج۴: ص ۱۳۷ پر)** اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اسے صحیح مانا ہے۔

- بہت سے محدثین نے زہد پر کتابیں لکھی ہیں، امام احمدؒ (م ۲۴۱ھ)۔ **(الزہد لاحمد: ص ۱۳)**

- عبد اللہ ابن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ)۔ **(الزہد لابن المبارک: جلد ۲: صفحہ ۱۵۴، جلد ۲ : ۱۴۹)**

- امام وکیعؒ (م ۱۹۸ھ)۔ **(الزہد لوکیع: ص ۳۵۹)**

وغیرہ اکثر محدثین نے اس کو نقل کیا ہے۔

- امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے اپنی کتاب **شعب الایمان: حدیث ۲۸۶۸** پر اس حدیث کو دوسری سند سے نقل کیا ہے۔

- ابوسعید ابن الاعرابیؒ (م ۳۴۰ھ) نے اپنی کتاب **الزہد وصفۃ الزاہدین: حدیث ۱۰۴** پر، اس کو بیان کیا ہے۔

- امام ابو بکر آجریؒ (م ۳۶۰ھ) نے اپنی کتاب **الغرباء، حدیث نمبر ۳۵** پر بیان کیا ہے۔

- امام عبد اللہ بن زبیر حمیدیؒ (م ۲۱۹ھ) اپنی کتاب **مسند حمیدی: حدیث ۹۳۳: جلد ۲: صفحہ ۱۵۵** پر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

- امام ابو داؤد الطیالسیؒ (م ۲۰۴ھ) نے اپنی کتاب **مسند ابو داؤد الطیالسی: ۱۲۲۹** پر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

- امام ابو سلیمان خطابیؒ (م ۳۸۸ھ) نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ **(العزلۃ للخطابی: ص ۳۶)**

- امام ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) نے اپنی ۲، ۲ کتابوں میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(إغاثة اللهفان من مصايد الشيطان: ص ۲۰۱، مدارج السالكين: ج ۳: ص ۱۸۷)

یہ سب کتابیں **معراج ربانی صاحب اور اہل حدیثوں کے نزدیک ضعیف، من گھڑت و موضوع حدیثوں سے بھری پڑی ہیں۔**

اور سنئے!

- امام ابن رجب حنبلیؒ (م ۷۹۵ھ) نے اس حدیث کی شرح پر پوری کتاب لکھ ڈالی ہے۔

(رسائل ابن رجب: جلد ۲: صفحہ ۷۴۰)

- امام ابن عبد الہادیؒ (م ۸۹۵ھ) انہوں نے بھی اس حدیث کی شرح پر پوری کتاب لکھی ہے۔

(مخطوطه موجود بالمكتبه المركزيه، الرياض، المملكه العربيه السعوديه، رقم: ۴۲۴)

- امام ابن طولونؒ (م ۹۵۳ھ) نے بھی اس کی شرح کی ہے۔

- امام خطابیؒ (م ۳۸۸ھ) نے اس حدیث پر باب "**بَابٌ فِي خِفَّةِ الظَّهْرِ وَقِلَّةِ الْعِيَالِ وَالْأَهْلِ**" باندھا ہے۔ **(العزلة للخطابی: ص ۳۶)**

تعجب کی بات یہ ہے کہ محدثین میں سے کسی نے بھی وہ اعتراضات نہیں کئے جو معراج ربانی کے ذہن میں آئے، پتہ نہیں معراج ربانی اور اہل حدیث حضرات کس منہ سے اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔

اب انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ معراج ربانی اور اہلحدیث حضرات وہ سارے اعتراضات جو شیخ زکریاؒ پر کئے ہیں، وہی تمام کے تمام اعتراضات وہ ان ائمہ محدثین پر بھی کر دیں، جن محدثین نے اس حدیث کو نقل کیا اور اس کو حسن قرار دیا ہے، تاکہ امت کو معلوم ہو جائے کہ یہ اعتراضات، مسلک پرستی کی وجہ سے نہیں کئے گئے تھے۔

کیا مولانا زکریا صاحب اس حدیث سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ

نس بندی اور خودکشی کرنا چاہیے؟

الجواب:

معراج ربانی نے جو حدیث پیش کی ہے، شیخ زکریاؒ اس حدیث کو بھی جانتے تھے۔ اس حدیث کو بھی جو ابو داؤد سے معراج ربانی نے پیش کی ہے، شیخ البانیؒ نے حسن صحیح کہا ہے۔

دونوں حدیثیں حسن ہیں، لیکن آپ منکرین حدیث کی طرح دونوں حدیثوں کو آپس میں ٹکرا رہے ہیں۔ محدثین کی طرح مفسرین نے بھی "ربنا آتنا فی الدینا حسنة" کی تفسیر میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

معراج ربانی نے یہ اعتراض سراسر حدیث پر کیا ہے، اور پورا طرز منکر حدیث والا اپنایا ہے، تعجب کی بات یہ ہے کہ مولانا زکریا صاحب فضائل اعمال لکھ رہے ہیں، حدیث لکھ رہے ہیں، اسکی شرح لکھ رہے ہیں، لیکن آپ نے نہ کہیں خودکشی کی بات کی نہ نس بندی کی۔

پھر مولانا سے پہلے ائمہ محدثین نے اس حدیث کی شرح لکھی لیکن کسی نے ایسی بات نہیں لکھی ہے، اگر یہی بات ہوتی تو لکھ وہ حضرات بھی دیتے، بلکہ یہ اہل حدیث لوگ مجتہد اعظم بن کر اس میں اپنی طرف سے ایک بات گھسا دیتے ہیں، اور پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ جو بات ہم نے نکالی ہے، اس کو مانو۔

اور اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ یہ بات صرف معراج ربانی کے دماغ میں ہی کیوں آتی ہے، فضائل اعمال پڑھنے پڑھانے والوں، اس کے لکھنے والوں کے ذہن میں کیوں نہیں آتی۔

نہ کسی نے اس کو پڑھ کر خودکشی کی نہ نس بندی کرائی۔

صرف ان کے دماغ میں یہ القاء ہوا، اسلئے کہ ان کو اس کا پیسہ ملتا ہے، جتنا بولو گے اتنا پیسہ ملے گا۔ اعتراض نہیں کریں گے تو ان کو پیسہ نہیں ملے گا۔

خفیف الحاذ کا ترجمہ:

شیخ زکریاؒ نے خفیف الحاذ کا ترجمہ کیا "ہلکا پھلکا ہو، اہل وعیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو" یہ ان کا اپنا نہیں ہے۔ امام، حافظ ابونعیم اصفہانیؒ **(م ۴۳۰ھ)** اپنی کتاب **حلیۃ الاولیاء میں: ص ۲۵**، اس حدیث کو بیان کر کے لکھتے ہیں: "انہیں لوگوں کے شریف احوال ہوتے ہیں، اور ان کے نرم اخلاق اور بلند مقام ہوتے ہیں"۔ (یعنی جو قابل رشک مسلمان)

خفیف الحاذ یعنی اہل وعیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو:

محمد بن احمد الحلبیؒ **(م ۳۷۰ھ)** خفیف الحاذ کا معنیٰ تہذیب اللغہ: جلد ۵ : صفحہ ۱۳۴ پر بیان کرتے ہیں: "جس کا تھوڑا مال ہو اور تھوڑے عیال ہوں"۔

مشہور لغات **تاج العروس: جلد ۹: صفحہ ۴۰۰** اور **لسان العرب: جلد ۳: صفحہ ۴۸۸** پر یہی معنیٰ ہے۔

ابوالقاسم قوام السنہؒ **(م ۵۳۵ھ)** اپنی کتاب **ترغیب وترہیب: جلد ۱: صفحہ ۶۶**، حافظ ابن الاثیر جزریؒ **(م ۶۰۶ھ)** اپنی کتاب **جامع الاصول میں جلد ۱۰: صفحہ ۱۳۷** پر یہی معنیٰ لکھتے ہیں۔

سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) **جامع الاحادیث: جلد ۲۳: صفحہ ۴۵۳** اور **قوت المغتذی: جلد ۲: صفحہ ۵۶۸** پر۔

امام حسین بن محمودؒ (م ۷۲۷ھ) **المفاتیح شرح المصابیح** میں خفیف الحاذ کا یہی مطلب بیان کرتے ہیں۔

مشہور اہلحدیث عالم عبد الرحمن مبارکپوری صاحب نے اپنی کتاب **تحفۃ الاحوذی: جلد ۱۱: صفحہ ۷** پر اس حدیث کی تفصیلاً شرح کی ہے۔

ایک قابل غور بات:

اہل وعیال سے صرف اپنی اولاد ہی مراد نہیں ہوتی بلکہ وہ سب لوگ ہوتے ہیں جن کی ذمہ داری اس پر ہو، ماں باپ ہیں، بھائی، بہن ہیں، اگر بہن مطلقہ یا بیوہ ہے اور اس کے بچے ہیں، تو ان سب کی ذمہ داری اس پر ہوسکتی ہے۔

اور بوجھ نہیں ہونا بھی کئی طریقہ سے ہوسکتا ہے، گھر والوں نے ذمہ داریاں لے لی ہیں، وغیرہ۔

ابو امامہؓ کی اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو بچہ جنتی ہی نہ ہو یا کم جنتی ہو، اس میں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ زیادہ بوجھ نہ ہو۔

امام ابن الجوزیؒ کی کتاب **منہاج القاصدین کا اردو ترجمہ** جو غیر مقلد محمد سلیمان کیلانی نے کیا ہے، اس میں ابن الجوزیؒ (م ۵۹۷ھ) نے لکھا ہے:

"فوائد کے ساتھ نکاح میں کچھ آفات بھی ہیں، مثلاً سب سے بڑی آفت طلبِ حلال سے عاجز ہونا، یعنی طلبِ حلال بہت مشکل ہے، اور بیوی بچوں کی وجہ سے بسا اوقات ایسی چیزوں کی طرف بڑھتا ہے جو اس کے لئے جائز نہیں ہوتیں۔

دوسری آفت عورتوں کے حقوق پورے کرنے سے قاصر ہونا ہے، ان کے اخلاق اور ان کی تکالیف پر صبر نہ کرنے میں بہت بڑا خطرہ ہے، کیونکہ مرد حاکم اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔

تیسری آفت یہ ہے کہ بیوی بچہ اللہ کی یاد سے غافل کر دیتے ہیں، انسان کے دن رات اسی شغل میں گزر جاتے ہیں، اس کا دل اللہ کی یاد اور آخرت کی فکر کیلئے فارغ ہی نہیں ہوتا۔

چنانچہ ثابت ہوا کہ نکاح، فوائد وآفات کا مجموعہ ہے۔

اب کس آدمی کیلئے بہتر نکاح کرنا بہتر ہے یا بغیر نکاح کئے رہنا، اس کا فیصلہ انہی امور پر منحصر ہے کہ وہ فوائد نکاح سے مستفید ہو سکے اور آفاتِ نکاح سے بچ سکے، اس کے پاس حلال مال، اور حسن خلق ہو، اور وہ صحتمند بھی ہو تو بلاشبہ اس کیلئے نکاح کرنا افضل ہے، اور اگر یہ فوائد حاصل نہ ہو سکیں اور آفات جمع ہو جائیں تو اس کا چھوڑ دینا بہتر ہے"۔ **(منہاج القاصدین کا اردو ترجمہ: ص ۱۳۲)**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنہاجُ القاصِدِین

تصنیف

امام عبد الرحمن ابنِ جوزیؒ

تلخیص

امام احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن قدامہ مقدسیؒ

اردو ترجمہ

محمد سلیمان کیلانی

ادارہ معارفِ اسلامی

منصورہ ـــ لاہور ـــ پاکستان

اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور ایک وہ دینار ہے جسے غلام آزاد کرنے میں خرچ کرے اور ایک وہ دینار ہے جسے تو مسکین پر خرچ کرے ایک وہ دینار ہے جسے تو اپنے بال بچوں پر خرچ کرے تو اُن سب سے افضل وہ ہے جسے تُو اپنے بال بچوں پر خرچ کرے۔

فوائد کے ساتھ نکاح میں کچھ آفات بھی ہیں۔ مثلاً سب سے بڑی آفت طلب حلال سے عاجز ہونا ہے کہ طلب حلال بہت مشکل ہے اور بیوی بچوں والے کا ہاتھ لبا اوقات ایسی چیزوں کی طرف بڑھتا ہے جو اس کے لیے جائز نہیں ہوتیں۔

دوسری آفت عورتوں کے حقوق پورے کرنے سے قاصر ہونا ہے۔ اُن کے اخلاق اور ان کی تکالیف پر صبر نہ کرنے میں بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ مرد حاکم اور اپنی رعیت کے متعلق جواب دِہ ہے۔

تیسری آفت یہ ہے کہ بیوی بچے اللہ کی یاد سے غافل کر دیتے ہیں۔ انسان کے دن رات انہی کے شغل میں گزر جاتے ہیں۔ اُس کا دِل آخرت کی فکر اور اس کے عمل کے لیے فارغ ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ نکاح آفات و فوائد کا مجموعہ ہے۔ اب کسی آدمی کے لیے نکاح کرنا بہتر ہے یا بغیر نکاح کے رہنا۔ اس کا فیصلہ انہی امور پر منحصر ہے اگر وہ آفاتِ نکاح سے بچ سکے۔ فوائد نکاح سے مستفید ہو سکے اُس کے پاس حلال مال اور حُسنِ خُلق ہو اور وہ صحت مند بھی ہو تو بلاشبہ اس کے لیے نکاح کرنا افضل ہے اور اگر یہ فوائد حاصل نہ ہو سکیں اور آفات جمع ہو جائیں تو اس کا چھوڑ دینا بہتر ہے۔

بیوی کے اوصاف

اچھی زندگی گزارنے کے لیے عورت میں چند خوبیوں کا ہونا خیال کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

پہلی خوبی دیندار ہونا ہے اور یہی بنیادی خوبی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "دیندار عورت حاصل کرو" اور اگر وہ بے دین ہو گی تو اپنے شوہر کا دین بگاڑ دے گی۔ اس پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر وہ غیرت کی راہ اختیار کرے گی تو وہ ہمیشہ مصیبت میں رہے گا اور اس کی زندگی برباد ہو کر رہ جائے گی۔

دوسری خوبی اچھا خُلق ہے کہ بدخلقی کا نقصان اس کے فائدے سے زیادہ ہوتا ہے۔

تیسری خوبی حُسنِ صورت ہے کیونکہ اسی سے تو شیطان سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اسی لیے جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اسے دیکھ لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو حُسن کی طرف توجہ نہیں کرتے

معراج ربانی صاحب کہتے ہیں:

”اللہ اکبر، اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں، ابو داؤد کے حوالہ سے، باب التزویج فی الابکار کے حوالہ سے میں بتاؤں، ایک نوجوان آیا اور کہا اے اللہ کے رسول، فلاں عورت ہے، بڑی حسین اور خوبصورت ہے، میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں، صرف ایک عیب ہے، وہ یہ ہے کہ اس کو بچے نہیں ہوتے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اس سے شادی نہ کرو، پھر آیا پھر پوچھا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مت شادی کرو، تیسری مرتبہ میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بندے ایسی عورت سے شادی کرو، جو زیادہ سے زیادہ پیار دینے والی ہو اور زیادہ سے زیادہ بچہ پیدا کرنے والی ہو، اس لئے کہ میں قیامت کے دن امت کی زیادتی پر تمام امت کے اوپر فخر کروں گا، کہ پاک پروردگار یہ میری امت ہے“۔

حضرت شیخ ؒ کو اس حدیث کا علم تھا، بذل المجہود جو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی تصنیف ہے، اس میں (**جلد ۱۰ : صفحہ ۱۴**) پر اس حدیث کی پوری شرح موجود ہے۔

بلکہ **فضائل صدقات** کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کثرت اولاد کے ہی قائل ہیں، آپ لکھتے ہیں:

”حضرت انسؓ کی اولاد کا شمار ہی مشکل ہے، ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ میری اولاد کی اولاد تو علاحدہ رہی، اپنی بلاواسطہ اولاد میں سے ۱۲۵ کو دفن کر چکا ہوں۔ (الاصابۃ) اور جو زندہ رہے اور اولاد کی اولاد ان کے علاوہ ہے، اس کے باوجود یہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں، جن سے کثرت سے احادیث نقل کی گئیں، اور جہاد میں کثرت سے شرکت فرماتے رہے، اولاد کی اتنی کثرت نہ تو علم کی مشغولی سے مانع ہوئی نہ جہاد میں شرکت سے، حضرت زبیرؓ جس وقت شہید ہوئے ۹ بیٹے، ۹ بیٹیاں، چار بیویاں تھیں، اور بعض بیٹے

پوتوں سے بھی چھوٹے تھے، **(بخاری)** اور جن بیٹوں کا باپ کی زندگی میں انتقال ہو گیا وہ انکے علاوہ، اس کے باوجود نہ کبھی ملازمت کی نہ کوئی اور شغل، جہاد میں عمر گزار دی، اس طرح کے اور بہت سے حضرات ہیں، جن کے لئے نہ مال کی زیادتی دین سے مانع ہوئی نہ اولاد کی کثرت، اور جو تجارت پیشہ تھے، ان کیلئے تجارت بھی دین کے کاموں سے مانع نہیں ہوتی۔(**فضائل صدقات: حصہ اول: ص۷۴ پر حدیث ۳۱** کے تحت)

اصل بات وہی ہے جو امام ابن الجوزیؒ نے فرمائی کہ نکاح فوائد وآفات کا مجموعہ ہے، اگر فوائد حاصل نہ ہو سکیں اور آفات جمع ہو جائیں تو نکاح کا چھوڑ دینا بہتر ہے۔

بچوں کی کثرت والی حدیث اور حضرت ابو امامہؓ کی اس حدیث میں تطبیق دیتے ہوئے امام سیوطیؒ **(م ۹۱۱ھ)** فرماتے ہیں:

"لأن الأمر بالنكاح ليس عاما لكل أحد، بل بشروط مخصوصة، كما تقرر في علم الفقه، فيحمل هذا الحديث على من ليست فيه الشروط وخشي من النكاح التوريط في أمور يخشى منها على دينه بسبب طلب المعيشة، وبذلك يحصل الجمع بين الحديثين" ۔

یعنی: اسلئے کہ نکاح کا حکم ہر ایک کیلئے عام نہیں ہے، بلکہ مخصوص شرطیں ہیں، جیسا کہ علم فقہ میں بیان کیا گیا ہے، پس اس حدیث کو اس شخص پر محمول کیا جائے گا، جس میں یہ شرطیں نہ پائی جاتی ہوں، اور نکاح کی وجہ سے اس کا ایسے امور میں الجھ جانے کا ڈر ہو، جن میں پڑ کر اس کے دین کے معاملہ میں اندیشہ پیدا ہو جائے، طلبِ معاش کے سبب، اس طرح ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق ہو جائے گی۔

(الحاوی للفتاوی للسیوطی: ج۱: ص۳۶۶-۳۶۷)

الحاوي للفتاوى

في الفقه وعلوم التفسير والحديث والأصول والنحو والإعراب وسائر الفنون

لعالم مصر ومفتيها الامام العلامة جلال الدين
عبد الرحمن بن ابى بكر بن محمد السيوطى صاحب
التآليف الكثيرة المتوفى فى سحر ليلة الجمعة
تاسع عشر جمادى الأولى سنة احدى عشرة
وتسعمائة عن اثنتين وستين سنة

الجزء الأول

هذه النسخة طبعت على نسختنا الممتازة وروجعت على نسخ فى دار الكتب المصرية
ودار الكتب الأزهرية فجاء فيها زيادات كثيرة وتصحيحات قيمة

عنى بنشره جماعة من طلاب العلم سنة ١٣٥٢ هـ

١٤٠٢هـ — ١٩٨٢ م

دار الكتب العلمية

مسـألة — حديث « يدخل الفقراء الجنة قبل الأغنياء بخمسمائة عام » وحديث اتخذوا مع الفقراء أيادى قبل أن تجىء دولتهم ، وحديث أن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم أنشد بين يديه

لسعت حية الهوى كبدى   فلا طبيب لها ولا راقى
الا الحبيب الذى شغفت به   فعنده رقيتى وترياقى

فتواجد حتى سقطت البردة عن كتفيه ماحالها ؟ .

الجواب — الحديث الأول صحيح أخرجه بهذا اللفظ الترمذى من حديث أبى هريرة وقال: حسن صحيح ، والحديثان الآخران باطلان موضوعان باتفاق أهل الحديث .

مسـألة — حديث « خيركم بعد المائتين الخفيف الحاذ » هل هو صحيح ؟ وقيل انه «الحال» باللام فى آخره ، وقال آخر انه «الجاد» بالجيم والدال المهملة ، وقال آخر انه منسوخ بحديث « تناكحوا تناسلوا » فهل ماقالوه صحيح أم لا ؟ .

الجواب — هذا الحديث أخرجه أبو يعلى فى مسنده من حديث حذيفة بن اليمان بلفظ « خيركم فى المائتين كل خفيف الحاذ — قيل يارسول الله — ومن خفيف الحاذ ؟ قال : من لا أهل له ولا مال » ، وفى اسناده رواد بن الجراح قال فيه أحمد : لا بأس به الا أنه حدث عن سفيان بمنا كير ، وقال الدارقطنى : متروك ، وقال النسائى : روى غير حديث منكر ، وقال ابن عدى : عامة ما يرويه لايتابع عليه ، وقال أبو حاتم : محله الصدق تغير حفظه ، قال الذهبى فى الميزان : وهذا الحديث مما غلط فيه فان أبا حاتم قال فيه : انه منكر لايشبه حديث الثقات قال : وإنما كان بدء هذا الخبر فيما ذكر لى أن رجلا جاء الى رواد فذكر له هذا الحديث فاستحسنه وكتبه ثم حدث به بعد يظن أنه من سماعه انتهى ، وروى الترمذى من حديث أبى أمامة « إن اغبط أوليائى عندى لمؤمن خفيف الحاذ ذو حظ من الصلاة » وأما الحاذ — فهو بالحاء المهملة والذال المعجمة الخفيفة — ومن قال : إنه باللام أو بالجيم والدال المهملة فقد صحف ، قال ابن الأثير فى النهاية فى حرف الحاء المهملة فى فصل حوذ : وأصل الحاذ طريقة المتن وهو مايقع عليه اللبد من ظهر الفرس أى خفيف الظهر من العيال — والحاذ والحال واحد — ، وكذا قال الديلمى فى مسند الفردوس : وزاد ضربه النبى ﷺ مثلا لقلة ماله وعياله ، وفى الصحاح حاذ متنه وحال متنه واحد وهو موضع اللبد من ظهر الفرس ، وفى الحديث « مؤمن خفيف الحاذ » أى خفيف الظهر انتهى . وأما من قال: إنه منسوخ فلم يصب لما تقرر فى علم الأصول أن النسخ خاص بالطلب ولا يدخل الخبر وهذا خبر كما ترى ، ثم انه لامنافاة بينه وبين حديث « تناكحوا تناسلوا » حتى يحتاج الى دعوى النسخ لأن الأمر بالنكاح ليس عاما لكل أحد

بل بشروط مخصوصة كما تقرر فى علم الفقه فيحمل هذا الحديث على من ليست فيه الشروط وخشى من النكاح التوريط فى أمور يخشى منها على دينه بسبب طلب المعيشة وبذلك يحصل الجمع بين الحديثين ولا نسخ فدعوى النسخ فى الخبر جهل بقواعد الأصول ه

مسألة — قول صاحب الشفا عن قوله ﷺ : « ان لله ملائكة سياحين فى الأرض عبادتهم كل دار فيها اسم محمـــد » هل هى بالباء الموحدة أو بالياء المثناة من تحت واذا كانت بالياء فما معناها أو بالموحدة فما معناها ؟ ه

الجواب — هو بالباء الموحدة من العبادة وهو مبتدأ خبره كل دار على تقدير مضاف أى حراسة كل دار أو حفظ كل دار أو نحو ذلك ثم ان هـــذا الحديث غير ثابت ه

مسألة — الأسماء التى اشتهرت للبونى هل لها أصل ؟ه

الجواب — لم أقف لها على أصل الا ماأخرجه ابن أبى الدنيا فى كتاب الدعاء قال : حدثنا محمد بن سعيد ثنا سلام الطويل عن الحسن بن على عن الحسن البصرى قال : لما بعث الله إدريس الى قومه وقد فشا فيهم السحر فلم يطقهم علمه الله هذه الاسماء ثم أوحى اليه أن لا تبدين للقوم فيدعونى بهن ولكن قلهن سراً فى نفسك فكان اذا دعا بهن استجيب له وبهن دعا فرفعه الله مكانا عليا ثم علمهن الله موسى وكان لا يخلص اليه سحر ولا سم اذا دعا بهن ثم علمهن محمداً ﷺ فكان اذا دعا بهن استجيب له وبهن دعا فى غزوة الأحزاب قال الحسن : فاذا أردت أن تدعو الله التماس المغفرة لجميع الذنوب والخطايا فصم ثلاثة أيام واغتسل والبس ثيابا جددا وقم اذا نام كل ذى عين فاخرج الى فضاء من الأرض فادع الله بهن أربعين مرة فانهن أربعون اسماً عدد أيام التوبة ثم سل حاجتك من أمر آخرتك ودنياك تقول : سبحانك لا آله الا أنت يارب كل شىء ووارثه يا إله الآلهة الرفيع جلاله يا الله المحمود فى كل فعـــاله يارحمن كل شىء وراحمه ياحى حين لا حى فى ديمومة ملكه وبقائه ياقيوم فلا يفوت شىء عن علمه ولا يؤوده يا واحد الباقى أول كل شىء وآخره يا دائم فلا فناء ولا زوال لملكه ياصمد فى غير شبه ولا شىء كمثله يابار فلا شىء كفؤه يدانيه ولا امكان لوصفه يا كبير أنت الذى لا تهتدى القلوب لصفة عظمته يابارى النفوس بلا مثال خلا عن غيره . يازاكى الطاهر من كل آفة بقدسه يا كافى الموسع لما خلق من عطاء فضله يانقيا من كل جور لم يرضه ولم يخالط فعاله ياحنان أنت الذى وسعت كل شىء رحمة وعلما يامنان ذا الاحسان قد عم كل الخلائق منه ياديان العباد فكل يقوم خاضعا لرهبته ، ياخالق من فى السموات والأرض وكل اليه معاده يارحيم كل صريخ ومكروب وغياثه ومعاذه ، ياتام فلا تصف الألسن كل جلاله وعزه يامبدىء البدائع لم يبغ فى انشائها عونا من خلقه ياعلام الغيوب فلا يؤوده شىء من حفظه ياحليم ذو الأناة فلا يعادله شىء من خلقه يامعيدما أفنى اذا برز الخلائق لدعوته من مخافته ، ياحميد الفعال ذا المن على جميع

اور یہی بات **العلامة محمد بن إسماعيل الأمير الصنعاني**ؒ(م ۱۱۸۲ھ)، امام، حافظ، فقیہ، متقن، محدث علی بن احمد العزیزیؒ(م ۱۰۷۰ھ)، اور **حافظ عصرہ زین الدین عبدالرؤف المناوي**ؒ(م ۱۰۳۱ھ)، وغیرہ نے فرمائی ہیں۔

(التّنویرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ :ج۲:ص۵۸۰) (السراج المنير شرح الجامع الصغير في حديث البشير النذير :ج۱:ص۲۴۸) (التيسير بشرح جامع الصغير : ج ۱ : ص ۳۱۲)

اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

ایک اہم بات:

معراج ربانی صاحب نے ابوداوٗد کی جو حدیث پیش کی ہے، جس کو شیخ البانی صاحب نے حسن کہا ہے، اس میں ایک راوی ہیں مستلم بن سعید، ان کے بارے میں کتب رجال میں بڑا عجیب سا تبصرہ ہے۔

تہذیب الکمال : جلد ۲۷: صفحہ ۴۳۱، پر ہے کہ وہ چالیس سال تک اس طرح رہے کہ زمین پر پہلو رکھنے کی نوبت ہی نہیں آئی، یعنی لیٹے ہی نہیں، اور یہ بھی کہا کہ میں نے ۴۵ دن سے پانی نہیں پیا۔

معراج ربانی صاحب بتائیں مستلم بن سعیدؒ پر کیا فتویٰ لگے گا۔

یزید بن ہارونؒ کہتے ہیں کہ **مستلم** بن سعید ہمارے یہاں واسط میں تھے وہ صرف جمعہ کو پانی پیا کرتے تھے، اسی طرح یزید بن ہارونؒ کہتے ہیں کہ چالیس سال تک وہ لیٹے ہی نہیں، نہ دن کو نہ رات کو۔

مستلمؒ کے یہ حالات، جرح تعدیل کی تمام کتابوں میں موجود ہیں۔

معراج ربانی صاحب اپنی روایت کے مطابق اس راوی پر کیا حکم لگائیں گے؟

جلدی سے مر جانے کا مطلب:

امام حسین بن محمودؒ (م ۷۲۷ھ) اپنی کتاب **المفاتیح شرح المصابیح** میں: **جلد ۵: صفحہ ۲۸۷** پر لکھتے ہیں:

"جلدی سے مر جانے کا مطلب اس کی روح کا نکلنا آسانی سے ہو، کیوں کہ بہت سے لوگوں کی روح بہت سختی سے نکلتی ہے، کیونکہ اس کا التفات دنیا میں چھوڑی جانے والی چیزوں کی طرف ہوتا ہے، اسی وجہ سے روح بہت مشکل سے نکلتی ہے، مگر اس کے اہل وعیال اور مال و متاع کم ہوں گے تو اس کا التفات ان کی طرف نہیں ہو گا، لہذا اس کی روح جلدی نکل جائے گی"۔

تقریباً یہی مطلب، محدث ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ)، امام زین الدین المناویؒ (م ۱۰۳۱ھ)، **العلامة محمد بن إسماعيل الأمير الصنعاني**ؒ (م ۱۰۸۱ھ)، امام الحسین بن محمد **الطیبی**ؒ (م ۷۴۳ھ)، فقیہ محمد بن عز الدین ابن الملکؒ (م ۸۵۴ھ)، امام حافظ محدث علی بن احمد العزیزیؒ (م ۱۰۷۰ھ) وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

(مرقاۃ: ج۸: ص۳۲۴۹، التيسير بشرح جامع الصغير: ج۱: ص۳۱۲، التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ: ج۲: ص۵۸۰، شرح الطيبي: ج۱۰: ص۳۲۹۲، شرح مصابيح السنة للإمام البغوي لابن الملك: ج۵: ص۴۰۰، السراج المنير شرح الجامع الصغير في حديث البشير النذير: ج۱: ص۲۴۸)

بلکہ خود اہل حدثوں کے مشہور عالم، عبد الرحمٰن مبارک پوری صاحب نے بھی " **عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ** " کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ **(تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: ج ۱۰: ص ۱۱)**

لہذا اسلاف اور علماء کے متفقہ مطلب و فہم کو ترک کر کے معراج ربانی کا حدیث کے تعلق سے اپنا خود ساختہ مطلب بیان کرنا، باطل و مردود ہے۔

ایسے جھوٹے، منکر حدیث شخص کو سلفی، اثری کہلانے کوئی حق نہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے شخص اور اس فتنے سے امت محمد ﷺ کی حفاظت فرمائے۔۔۔ آمین۔

کیا حدیث

"إِنَّمَا جَمِيعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ"

موضوع ہے ؟؟؟

– **مولانا عبدالرحیم قاسمی**

سوال:

ایک حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عمرؓ کی نیکیاں آسمان میں موجود ستاروں کے بقدر ہیں، یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا: پھر میرے والد کی نیکیاں؟ تو اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمرؓ کی ساری نیکیاں ابو بکر کی نیکیوں میں سے گویا ایک نیکی ہے۔

کیا یہ حدیث موضوع ہے ؟؟؟

الجواب:

عائشہؓ کی مذکورہ حدیث **مشکاۃ المصابیح: حدیث نمبر ٦٠٦٨** پر موجود ہے اور اس کی سند پر کلام ہے، لیکن تاریخ دمشق میں موجود ایک حسن درجہ کی روایت، اس حدیث کی شاہد ہے، چنانچہ

حافظ الشام، امام ابن عساکرؒ (م ٥٧١ھ) فرماتے ہیں کہ:

أخبرنا أبو غالب بن البنا أنا أبو محمد الجوهري أنا أبو الحسن الدارقطني نا أبو عبيد القاسم بن إسماعيل بن المحاملي نا أحمد بن داود بن يزيد بن ماهان أبو

يزيد السجستاني[1] نا يحيى بن أحمد الكوفي لقيته ببلخ انا شريك عن منصور عن إبراهيم عن علقمة عن عثمان قال هبط جبريل على النبي (صلى الله عليه وسلم) فقال له النبي (صلى الله عليه وسلم) يا جبريل أخبرني بفضائل عمر في السماء قال لو مكثت ما مكث نوح في قومه ألف سنة إلا خمسين عاما ما استطعت أن أصف فضائل عمر في السماء وأن عمر حسنة من حسنات أبي بكر۔

حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریلؑ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو حضور ﷺ نے ان سے کہا: اے جبریل، مجھے آسمان میں (بیان ہونے والے) عمرؓ کے فضائل بتایئے، تو حضرت جبریلؑ نے جواب دیا: اگر میں بقدر عمر نوحؑ نو سو پچاس سال بھی (بیان کرتا) رہوں، تب بھی میں آسمان میں (بیان ہونے والے) عمرؓ کے فضائل نہیں بیان کر سکتا، **جبکہ عمرؓ، ابو بکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔**
(تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۳۰: ص ۱۲۴)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابن عساکرؒ (م ۵۷۱ھ) مشہور ثقہ، متقن، محدث، حافظ الحدیث بلکہ امام المحدثین ہیں۔
(تاریخ الاسلام: ج ۱۲: ص ۴۹۳)

(۲) ابو غالب ابن البناء جن کا پورا نام احمد بن الحسن بن احمد بغدادیؒ ہے، (م ۵۲۷ھ) اپنے زمانے کے مسند بغداد اور ثقہ شیخ ہیں۔ **(سیر اعلام النبلاء: ج ۱۹: ص ۶۰۳)**

(۳) ابو محمد الحسن بن علی الجوھری الشیرازیؒ (م ۴۵۴ھ) بھی ثقہ، امین اور اپنے وقت کے مسند العراق بلکہ مسند الدنیا تھے۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۴۵)**

---

[1] تاریخ دمشق کے مطبوع نسخے میں "**السجستاني**" کے بجائے "**السختياني**" لکھا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔

(۴) امام ابو الحسن الدار قطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ اور امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔

(تاریخ الاسلام: ج۸: ص۵۷۶)

(۵) قاسم بن اسماعیل، ابو عبیدؒ (م ۳۲۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۷: ص۴۸۰)**

(۶) احمد بن داود بن یزید بن ماھان ابو یزید سجستانیؒ بھی ثقہ ہیں۔ **(تاریخ بغداد: ج۵: ص۲۳۲)**

(۷) احمد بن یحیی الکوفی سے مراد احمد بن یحیی بن المنذر، ابو عبد اللہ الکوفی ہیں جو کہ امام مالکؒ (۱۷۹ھ) وغیرہ کے شاگرد، صدوق اور حسن الحدیث ہیں۔

امام دار قطنیؒ نے صدوق کہا ہے، امام ابن حبانؒ اور امام قاسم بن قطلوبغاؒ نے ثقات میں شمار کیا ہے۔

(کتاب الثقات للقاسم: ج۲: ص۱۳۱) **(لسان المیزان: ج۱: ص۶۹۰)** نیز باوجود انکا علم ہونے کے، ابن عدیؒ نے ان کا ترجمہ الکامل میں ذکر نہیں کیا۔۔ **(الکامل: ج۴: ص۲۱۲)**

پس غیر مقلدین کے اصول سے یہ راوی ابن عدیؒ کے نزدیک صدوق یا ثقہ ہیں۔

دیکھئے: **(انوار البدر: ص۲۲۴)** لہذا آپؒ صدوق اور حسن الحدیث ہیں۔

(۸) شریک بن عبد اللہ نخعیؒ (م ۱۷۸ھ) خاص طور سے منصور کی روایت میں، ثقہ، متقن، صاحب حدیث ابو الاحوصؒ (م ۱۷۹ھ) سے بھی بہتر ہیں۔

(تاریخ ابن معین للدوری: رقم ۸۹، الجرح والتعدیل: ج۴: ص۳۶۷، الکامل: ج۵: ص۱۲)

اور یہ روایت بھی منصور ہی سے ہے، لہذا وہ خاص طور سے منصور کی روایت میں معتبر ہیں۔[2]

---

[2] شریک بن عبد اللہ النخعیؒ (م ۱۷۹ھ) اگرچہ آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے، لیکن ان کے متابع میں زمعہ بن صالحؒ، یحیی بن عبد اللہؒ، عبد الرزاق بن ھمامؒ وغیرہ کئی روات موجود ہیں۔ **(تاریخ ابن عساکر: ج۳۰: ص۱۲۲-۱۲۵، ج۴۴: ص۱۳۷)** لہذا ان پر اختلاط کا اعتراض مردود ہے۔

(۹) منصور بن المعتمر کوفیؒ (م ۱۳۲ھ) صحیحین کے راوی، ثقہ اور ثبت ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۹۰۸**)

(۱۰) ابراہیم بن یزید النخعیؒ (م ۹۶ھ) بھی صحیحین کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۷۰**)

(۱۱) علقمہ بن قیس النخعیؒ (م ۳۷ھ) بھی صحیحین کے راوی ہیں، ثقہ اور ثبت ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۶۸۱**)

(۱۲) عثمان بن عفانؓ مشہور صحابی اور امیر المومنین ہیں۔ (**تقریب**)

پس اس کے تمام رواۃ صدوق یا ثقہ ہیں اور سند حسن ہے، لہٰذا اس حدیث کو موضوع کہنا صحیح نہیں۔

نیز اس حدیث کے معنوی شواہد بھی موجود ہیں۔ مثلاً:

شاہد نمبر ۱:

حافظ الشام، امام ابن عساکرؒ (م ۵۷۱ھ) ہی فرماتے ہیں:

أخبرنا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم بن جعفر أنا أحمد بن عبد المنعم بن أحمد بن بندار أنا أبو الحسن العتيقي أنا أبو الحسن الدارقطني نا علي بن محمد المصري نا علي بن سعيد الرازي نا هناد بن السري نا محمد بن فضيل عن إسماعيل بن أبي خالد عن قيس قال قال علي بن أبي طالب وهل أنا إلا حسنة من حسنات أبي بكر۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں: یقیناً میں ابو بکرؓ کے نیکیوں میں سے ایک نیکی ہوں۔ (**تاریخ دمشق: ج ۳۰: ص ۳۸۳**)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابن عساکرؒ (م ۵۷۱ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) ابو عبد اللہ محمد بن ابراھیم بن جعفر المقریؒ (م ۵۳۵ھ) کے بارے میں حافظ ابن عساکرؒ کہتے ہیں کہ **"کان خیرا مستورا"**۔ **(تاریخ دمشق: ج۵۱: ص۱۸۸)** جو کہ انکے صدوق ہونے کی دلیل ہے۔ **(اضواء المصابیح: ص۲۵۱)**

(۳) احمد بن عبد المنعم بن بندار ابو الفضلؒ (م ۴۹۹ھ) ثقہ راوی ہیں۔ **(تاریخ دمشق: ج۷۱: ص۲۸۲)**

(۴) ابو الحسن احمد بن محمد العتیقیؒ (م ۴۴۱ھ) بھی ثقہ، امام ہیں۔ **(الثقات للقاسم: ج۱: ص۴۷۷، سیر)**

(۵) ابو الحسن الدار قطنیؒ (م ۳۸۵ھ) امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج۸: ص۵۷۶)**

(۶) ابو الحسن علی بن محمد المصریؒ (م ۳۳۸ھ) بھی ثقہ، فقیہ، زاہد ہیں۔ **(الدلیل المغنی: ص۲۹۸)**

(۷) ابو الحسن علی بن سعید الرازیؒ (م ۲۹۹ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۷: ص۲۱۰)**

(۸) ھنّاد بن السریؒ (م ۲۴۳ھ) صحیح مسلم اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۳۲۰)**

(۹) محمد بن فضیل ابو عبد الرحمٰن کوفیؒ (م ۱۹۵ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ **(تقریب: ۶۲۲۷)**

(۱۰) اسماعیل بن ابی خالد ابو عبد اللہ کوفیؒ (م ۱۴۶ھ) صحیحین کے راوی، ثقہ، ثبت ہیں۔ **(تقریب: ۴۳۸)**

(۱۱) قیس بن ابی حازم کوفیؒ (م بعد ۹۰ھ) صحیحین کے راوی، ثقہ، مخضرم ہیں۔ **(تقریب: ۴۳۸)**

(۱۲) علی بن ابی طالبؓ مشہور صحابی رسول ﷺ اور خلفاء راشدین میں سے ہیں۔ **(تقریب)**

معلوم ہوا کہ اس کی سند حسن ہے۔

شاہد نمبر ۲ :

امام حاکم ابو عبد اللہؒ (م ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

أخبرنا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن يحيى ثنا أحمد الثقفي ثنا قتيبة ثنا الليث عن يحيى بن سعيد قال: ذكر عمر فضل أبي بكر رضي الله عنهما فجعل يصف ما فيه ثم قال: وهذا سيدنا بلال حسنة من حسنات أبي بكر۔

یحیی بن سعیدؒ مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے فضائل ذکر کئے، اور ان کی خوبیاں بیان کرنے لگے، پھر فرمایا: یہ ہمارے سردار بلالؓ ہیں، جو ابو بکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

(المستدرک للحاکم: ج ۳: ص ۳۲۱، حدیث نمبر ۵۲۴۰)

اس روایت کے رواۃ بھی ثقہ ہیں اور سند صحیح ہے، البتہ یہ روایت مرسل ہے، لیکن بہر حال شواہد میں قابل ذکر ہے۔

خلاصہ یہ کہ:

حضرت عائشہؓ کی حدیث شریف کو موضوع کہنا صحیح نہیں، اس کی سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں، لہذا وہ حدیث حسن ہے، مزید یہ کہ دوسری حدیثوں سے اس کی معنوی متابعت بھی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم